عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۲۹
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

رام دیوار
کی گہری کھدائی کے ذریعے
بابری مسجد کو
شہید کرنیکی بھیانک سازش
انڈیا سے موصول ہونیوالی
تشویشناک رپورٹ

مولانا بنوری کو حق تعالیٰ شانہ نے ان تمام اوصاف سے مزین فرمایا تھا جو فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کیلئے درکار ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

یہودیوں کے نمک خوار غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام
کے اعزاز میں اعلیٰ سطحی کانفرنس کی تیاریاں
کانفرنس کے انعقاد سے قبل حکومت کو اسکے اثرات و نتائج کے بارے میں غور کرنا ہوگا۔

حکومتِ پاکستان
خدا سے مقابلے پر!
فیملی پلاننگ کے سلسلے میں
ذرائع ابلاغ میں حکومتی اشتہارات
کیا گل کھلا رہے ہیں؟

مرزا غلام قادیانی کا
مسیح موعود بننے کا ٹیکنیکل طریقہ
عیاریوں، چکر بازیوں، مکاریوں کی داستان

وسطی ایشیا کی
نوآزاد مسلم ریاستوں پر
فتنۂ قادیانیت کی
یلغار

ڈاکٹر جاوید اقبال نے کسی اور شخصیت کی خیال آرائی کو میری طرف منسوب کر دیا
ڈاکٹر حمید اللہ کی وضاحت

سید شوکت علی

پردہ

بڑھتے ہوئے جرائم، گرتے ہوئے اخلاق اور متعفن معاشرے کا واحد علاج

پردہ ہو تو پردہ ہو، جلوہ ہو تو جلوہ ہو تو یہ جبیں تجلی ہے
چلمن سے نہ جھانکا کر۔ اکرتم۔ بے حجابا ہو اگر حسن تو وہ بات
کہاں، چھپ کے حسن شان سے ہوتا ہے نمایاں کوئی بے پردہ
کل جو آئیں نظر چند بیبیاں۔ اکبر۔ زمیں میں غیرت قومی سے
گڑ گیا۔ اکبر الٰہ آبادی۔ پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا۔

پردے کے نفسیاتی اور روحانی پہلو

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم حضور ؐ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے سے نہ صرف آخرت کا فائدہ ہے بلکہ دنیا میں بھی زندگی کو پرسکون، اطمینان اور کامیاب بنانے کا ضامن ہے اسلام دین فطرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور تخلیق کیا ہے اس کے فطری تقاضوں سے اللہ تعالیٰ انسان کی سوچ سے بہتر اور کامل واقف ہیں انسان میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور دونوں کے ربط سے انسانی زندگی پھلتی پھولتی ہے اس میں عورت کے لیے پردہ کا حکم ہے عورت اور مرد میں بیوی اور شوہر میں جب رشتہ خوشگوار اور پرکشش رہتا ہے جب تک شوہر اور بیوی اپنا دل و دماغ کا تصور اور محور ایک دوسرے کو بنائیں اس لیے اسلام میں غیر محرم پر نظر ڈالنا حرام اور منع فرمایا گیا ہے اگر پردہ نہ ہوگا عورتیں بے پردہ اور زیب و زینت سے آراستہ ہوں گی غیر مردوں کی نگاہ ان پر پڑے گی آنکھ جو نظارہ کرتی ہے اس کا عکس دل پر پڑتا ہے دل میں اس کو حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں مرد اور عورت یا شوہر اور بیوی دونوں متاثر ہوتے ہیں اور باہمی محبت میں فرق آتا ہے۔ جو کہ رفتہ رفتہ مختلف تنازعہ یا جھگڑوں میں رونما ہوتے ہیں حتیٰ کہ انسان گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت مغربی معاشرہ ہے جہاں مرد اور عورت کا اختلاط عام ہے نتیجہ میں طلاق اور زنا عام ہیں اس کو گناہ نہیں کہا جاتا، زندگی میں خوشگواری باہمی وفاداری اور ایک دوسرے کی خدمت وغیرہ کے جذبات نہیں ہیں اس لیے پردہ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے دوسرا اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی حکم ماننے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اگر کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے اور وہ اپنی نظر جھکا دے اور دوبارہ نظر نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کے خوف سے تو اللہ تعالیٰ اسے عبادت میں حلاوت نصیب فرماتے ہیں۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم اور ایک روح جسم کو صحیح رکھنے کے لیے خوراک آب و ہوا ظاہری اسباب ہیں جس سے وہ نشو و نما پاتا ہے اور روح کو جلا بخشنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اگر اسے ہم بجا لائیں گے تو روح میں نورانیت پیدا ہوگی اور دل میں اطمینان و سکون میسر ہوگا۔

جب عورت بے پردہ ہوگی اور اس پر غیر مردوں کی جتنی نظریں پڑیں گی اس کا گناہ اس پر بھی ہوگا اتنا ہی۔

جھوٹی ہے ہر ایک مسرت روح اگر تسکین نہ پائے

جب عورت پردہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ دوسروں کے دلوں میں اس کی عزت اور احترام ڈالتا ہے اور وہ باعزت رہتی ہے اس کے برعکس بے پردہ عورتوں سے غیر محرم کس کس طرح سے معاشرے میں مذاق اور دل لگی کرتے ہیں دفاتر ہسپتال وغیرہ میں جا کر دیکھیں مشاہدہ ہو جائے گا ڈاکٹر فی نرسوں وغیرہ کو رشتہ تلاش کرنے کتنی دشواری ہو رہی ہے بہت سی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیاں رشتوں کو ترس رہی ہیں۔ شادی دفاتر میں جا کر دیکھیے بالآخر یہ ہوتا ہے کہ بڑے لوگ صاحب ثروت یا عہدیدار عورت کو دوسری یا تیسری بیوی کی حیثیت سے ان لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔

جب عورت اور غیر مرد تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے جو گناہ کی طرف راغب کرتا ہے۔

آخر میں دعا اور گزارش کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم پردہ کی پابندی کرنے کی اللہ تعالیٰ سب کو توفیق نصیب فرمائے آمین، وما توفیقی الا باللہ۔

دنیا چند روزہ زندگی ہے یہاں پردہ رکھو گی تو آخرت میں ہمیشہ کے لیے آزاد رہو گی ورنہ آخرت میں لامحدود زندگی میں طرح طرح کے عذاب بھگتنا پڑیں گے اور جو خواہشات فطری مرد اور عورت میں رکھے ہوئے ہیں وہ انتہا تک ابھریں گے مگر جو شخص اس دنیا میں حکم عدولی کرتا ہے وہ اس سے محروم رہے گا جو مرد بھی نظروں کی حفاظت نہیں کرے گا وہ حشر کے دن نابینا اٹھایا جائے گا۔

سید البشر ختم المرسل ؐ سے مروی ہے ہاتھ زنا کرتے ہیں پاؤں زنا کرتے ہیں اور آنکھیں زنا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایمانداروں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (المومنون - ۳۰)

اللہ تبارک تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں سب کو حکم دیا کہ وہ حرام سے نظریں پھیر لیں حرام سے شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں زنا کو حرام قرار دیا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

زندگی کیا ہے: عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے: انہیں اجزا کا پریشاں ہونا
(چکبست)

زندگی آمد برائے بندگی   زندگی بے بندگی شرمندگی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد: 11 | ۱۸ر تا ۲۴ر جمادی الاخریٰ بمطابق ۱۸ر تا ۲۴ر دسمبر ۱۹۹۲ء | شمارہ: ۲۹

اس شمارے میں

۱۔ پردہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ حمد باری تعالیٰ ۔۔۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ اداریہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ جمعۃ المبارک کے فضائل ۔۔۔۔۔۔۔ ۶
۵۔ یورپ کی تہذیب کا نقطۂ عروج ۔۔۔۔۔۔۔ ۷
۶۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ۔۔۔۔۔۔۔ ۹
۷۔ عورت کی سربراہی ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵
۸۔ پریس کانفرنس ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶
۹۔ مسیح موعود بننے کا ٹیکنیکل طریقہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸
۱۰۔ معرکہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱
۱۱۔ بابری مسجد ۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲
۱۲۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگرانِ اعلیٰ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی ۳۰، پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک
سالانہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۔۔۔۔۔۔۔ ۷۵ روپے
سہ ماہی ۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵ روپے
فی پرچہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳۔ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقامِ اشاعت: پرانی نمائش کراچی

۱۷ تا ۲۳ جمادی الاخریٰ بمطابق ۱۸ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۹۲ء

حمد باری تعالیٰ

حکیم سنائی

ملکا ذکرِ تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من جز آں راہ کہ تو آں راہ نمائی

ہمہ درگاہ تو جویند ہمہ در راہ تو پویند
ہمہ توحید تو گویند کہ بتوحید سزائی

نہ بُدے خلق تو بودی نبود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

بری از چون و چرائی بری از عجز و نیازی
بری از صورتِ رنگیں بری از عیب و خطائی

بری از خفتن و خوردن بری از تہمتِ مردن
بری از بیم و امیدی بری از رنج و بلائی

نتواں وصفِ تو کردن کہ تو در وصف نگنجی
نتواں شرحِ تو کردن کہ تو در شرح نیائی

تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندہ فضلی تو سزاوارِ خدائی

احد لیس کمثلی صمد لیس کفضلی
لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

لب و دندانِ سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

روسی استعمار سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں کے بارے میں قادیانی منصوبہ

حال ہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک نمائندہ وفد جس کی قیادت عالمی مجلس کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے کی ازبکستان کے کامیاب دورہ سے وطن واپس پہنچ گیا جس کی مختصر رپورٹ گذشتہ شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ وسطی ایشیا کی نو مسلم ریاستیں جہاں روسی استعمار نے اپنے پنجے گاڑے اور ان پر قبضہ کرکے کیمونزم کو فروغ دیا۔ ان ریاستوں میں ازبکستان کو اس لئے زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ یہاں سے علم حدیث و فقہ مدون ہوا تاشقند' بخارا' سمرقند وغیرہ بڑے بڑے شہر دینی علوم کے مراکز تھے اور یہاں بڑے بڑے کتب خانے اور دینی مدارس تھے ہزاروں مساجد اور قرآن پاک کی تعلیم کے لئے جگہ جگہ مکتب چل رہے تھے۔

روسی استعمار نے یہاں تسلط جمانے کے بعد کتب خانے جلا ڈالے جن میں نادر و نایاب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابیں تھیں' قرآن پاک اور کتب احادیث نبوی کی بے حرمتی کی گئی مساجد کو گوداموں اور اسٹوروں میں تبدیل کر دیا گیا تلاوت قرآن پاک اور نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی گئی' مسلمان ہونے' نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن پاک کے جرم میں ہزاروں مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا گیا بچے' بوڑھے' جوان' مرد اور عورت کی تمیز بھی روا نہ رکھی گئی ظلم و ستم کا یہ دور دورہ ستر سال تک جاری رہا۔ اشتراکی روس نے اپنی سپر طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر ہر طرح سے بربریت اور جبر و استبداد کا بازار گرم کئے رکھا۔

خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اس کے ہاں دیر ضرور ہے لیکن پکڑ بڑی سخت ہے ان بطش ربک لشدید' جب اس نے افغانستان کو اپنے آہنی پنجوں میں جکڑنا چاہا اور وہاں ہر طرف ٹینک رینگنے لگے' توپیں گرجنے لگیں' ہوائی جہاز چیلوں اور گدھوں کی طرح اڑنے لگے تو مضبوط ایمان والے مجاہدین نے جنگی حکمت عملی سے خود روس کے ٹینکوں اور توپوں سے اس کے ہوائی جہازوں کو گرایا اور روسی فوج کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ روس طویل عرصہ جنگ کے بعد بھی مجاہدین کی یلغار کو نہ روک سکا تو روس نے گھٹنے ٹیک دیئے اور پسپا ہو گیا۔ اسی جنگ کا نتیجہ ہے کہ وسطی ایشیا کی ریاستوں کو بھی اسے آزادی دینا پڑی جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

امریکہ کو افغانستان کی جنگ میں ایک جماعت کی امداد کرتا رہا ہے لیکن وہ مخلص نہیں تھا روس اور امریکہ جنگ کی طوالت سے یہ محسوس کرنے لگے تھے کہ اب افغانستان کی آزادی کے بغیر چارہ کار نہیں ہے لیکن ان کی خواہش تھی کہ اس جنگ کا فائدہ مسلمانوں کو نہ ہو۔ اس وجہ سے قادیانی گروہ نے جو غیر مسلم طاقتوں کا آلہ کار ہے اس نے وسطی ایشیا کی ریاستوں کے عین قلب میں ایک قادیانی ریاست کے قیام کے لئے روس امریکہ اور اپنے آئیڈیل اسرائیل سے سازباز شروع کر دی۔ تا آنکہ جب روس نے وسطی ایشیا کی ریاستوں کو آزادی دی تو قادیانی کثیر تعداد میں وہاں پہنچ گئے جن کا مقصد یہ تھا کہ ستر سالہ غلامی کی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں میں روح اسلامی اور جذبہ ایمانی باقی نہیں ہو گا اگر ہو گا بھی تو بہت کم..... اس لئے ہم ان پر باآسانی قابو کر لیں گے آزادی کے بعد ان کو بہت سے اہم مسائل در پیش ہوں گے جن میں سرفہرست غربت' اسپتال' اسکول اور مساجد کو آباد کرنا وغیرہ وغیرہ ان مسائل میں ہم اپنے تمام وسائل جھونک دیں گے جب کہ اسرائیل اور امریکہ کی سرپرستی اور تعاون بھی ہمیں حاصل ہو گا۔ چنانچہ قادیانی سرگرمیوں کی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸/ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

۱......... قادیانیوں نے وسطی ایشیا کی ایک مسلم ریاست کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کرنے کا پروگرام شروع کر دیا۔

۲......... قادیانی مبلغین چھ ملکوں سے کثیر تعداد میں وہاں پہنچ گئے۔

۳......... قادیانیت کی تبلیغ (یعنی مسلمانوں کو مرتد بنانے) کے لئے بھاری رقم مختص کر دی گئی۔

۴......... حکام سے مل کر وہاں کے اقتصادی مسائل حل کرانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

۵ .... وہاں کے مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور

۶ .... یہاں ہم فلاحی ادارے اسپتال اور اسکول وغیرہ قائم کریں گے۔

۷ .... یہ کہ پاکستان میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی وجوہات محض سیاسی ہیں وغیرہ وغیرہ

قادیانی ہر جگہ یہی حربے استعمال کرتے ہیں لیکن اس رپورٹ سے ظاہر ہے کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں جبھی تو وہ اپنی صفائی یہ کہہ کر دے رہے ہیں کہ پاکستان میں انہیں سیاسی وجوہات کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال قادیانیوں کا وہاں جانا روس 'امریکہ' برطانیہ اور اسرائیل کی سازش ہے۔

الحمد للہ اس سازش کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے بھانپ لیا اور فوری طور پر وفد ترتیب دے کر ازبکستان کا دورہ کیا اس دورے سے قادیانیوں کی ہی نہیں بلکہ ان کے سرپرستوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے اور وہ ایک مسجد کی چابی لینے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بہت سے اہم منصوبے بنائے ہیں جن کا اس وقت اظہار قبل از وقت ہوگا۔ انشاء اللہ وہ منصوبے کامیاب ہوں گے اور قادیانی سازش ہر طرح ناکام ہو کر رہے گی۔ عالمی مجلس کے وفود کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔

فضائل و مناقب

سید الایام یعنی

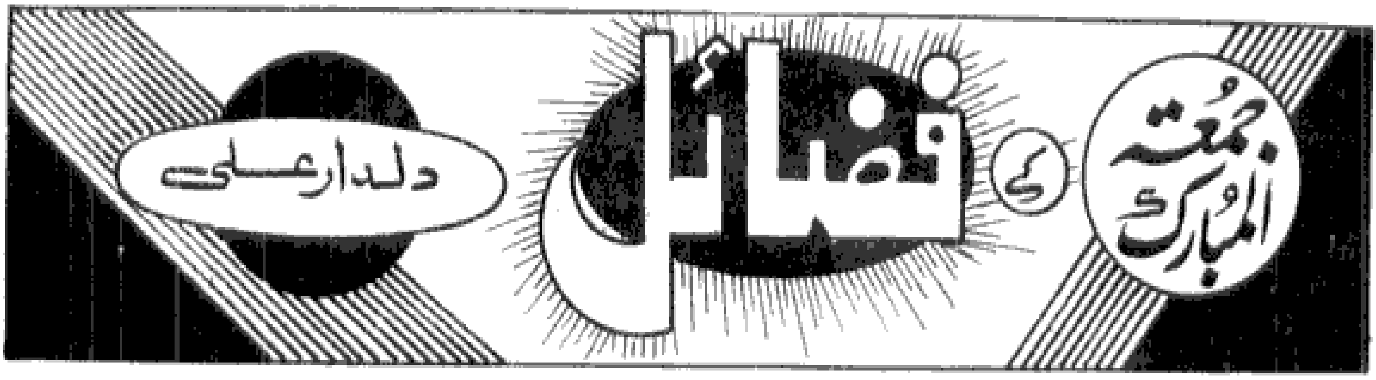

یاد رہے کہ یہ دن ایک عظیم دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اسلام کو عظمت بخشی اور مسلمانوں کو مخصوص طور پر یہ دن عطا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع۔ (سورۃ الجمعۃ)

"جب جمعہ کے دن نماز کے لیے آواز دی جائے تو تیزی سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اور کاروبار ترک کر دو"

چنانچہ اذان کے بعد امور دنیا میں مصروف نہ رہنا، اور جمعہ کے کام کے لئے ہر رکاوٹ سے علیحدہ رہنا ضروری ہے۔

حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تم پر اس میرے دن میں اور اس میرے مقام میں جمعہ فرض کیا ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر عذر کے تین جمعے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ پس اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا کہ ایک آدمی مر گیا ہے وہ نہ جمعہ پڑھتا ہے اور نہ جماعت میں شریک ہوتا تھا انہوں نے فرمایا: وہ دوزخ میں جائیگا۔ وہ ایک ماہ تک پوچھتے رہے اور وہ کہتے رہے: وہ دوزخ میں جائے گا۔

روایت ہے کہ اہل کتاب کو جمعہ کا دن ملا۔ مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ چنانچہ اس سے محروم ہو گئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہدایت دی اور اس امت کے لئے اس کو مؤخر رکھا اور ان کے لئے اسے عید قرار دیا۔ چنانچہ یہ سب لوگوں پر سبقت لے جانے کے اہل ہیں اور اہل کتاب ان کے پیچھے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ان کے ہاتھ میں سفید شیشہ تھا فرمایا یہ جمعہ ہے تیرا رب تجھ پر یہ فرض کر رہا ہے تاکہ تیرے لئے اور تیرے بعد تیری امت کیلئے دلیل ہو میں نے فرض کیا۔ اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے اس میں ایک ایسی بہترین گھڑی ہے جس نے اس میں کسی بھلائی کی دعا کی جو اس کے لئے مقسوم ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا یا اگر مقسوم نہیں تو اس کے لئے اس سے زیادہ اجر جمع کر دے گا یا (اس گھڑی میں) کسی شر سے پناہ مانگے جو اس پر رکھا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے بڑے سے بچائے گا۔

یہ ہمارے ہاں دنوں کا سردار ہے ہم آخرت میں اسے یوم المزید یعنی (زیادہ انعام کا دن) کے نام سے پکاریں گے۔ میں نے پوچھا یہ کون؟ فرمایا تیرے رب عزوجل نے جنت

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

اسلام کے مقابلے میں اپنے نظام کو روشن خیال اور

آزادی کا علمبردار کہنے والے یورپ کی

تہذیب کا نقطۂ عروج

بلکہ اسے آزادی کے نام پر نہ صرف گوارا کیا جاتا ہے بلکہ سالانہ گرانٹ دے کر ان کے پروگراموں میں وسعت پیدا کی جاتی ہے ان کے لیے الگ مراکز بنائے جاتے ہیں اور حکومتی سطح پر انہیں ہر قسم کا تعاون بھی حاصل ہوتا ہے

چند ماہ قبل برطانوی رکن پارلیمنٹ جو یہودی لابی اور لیبر پارٹی کا اہم رکن بھی غیر فطری عمل میں مرتکب پایا گیا اخبارات اور عالمی خبروں میں اس کے چرچے رہے لیکن کسی بھی رکن پارلیمنٹ یا مذہبی رہنماؤں نے نہ اس کے خلاف آواز اٹھائی اور نہ ہی اس سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا حد تو یہ ہے کہ برطانوی ٹی وی کے

مغربی معاشرہ طہارت و شرافت سے خالی ہو چکا ہے۔ ان میں حیوانی طریقے اپنانے کی لت پڑ چکی ہے اور جانوروں سے بدتر زندگی گزارنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔

اقوام متحدہ کے ڈویلپمنٹ پروگرام کے سربراہ ولیم ڈریپر نے کہا کہ رواں صدی کے آخر تک دنیا بھر میں ایڈز کے مرض سے دو کروڑ افراد ہلاک ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہلک مرض مغربی ممالک کے ساتھ ساتھ ایشیائی ممالک کو بھی اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔ انہوں نے ایشیائی ممالک میں تھائی لینڈ ملائیشیا اور فلپائن کا نام لیا ہے۔ (جنگ لندن)

اقوام متحدہ کے مذکورہ بالا نمائندے کی اس تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی ممالک میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے اور یہ مہلک مرض انتہائی تیزی کے ساتھ اپنے اثرات پھیلا رہا ہے۔ ایشیائی ممالک میں ان چند ممالک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی اس کے اثرات پھیل رہے ہیں۔ لیکن مغربی ممالک کی بہ نسبت بہت ہی کم ہیں جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ایک رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر ۱۹۹۱ء تک ایڈز کے ۹۱۶ واقعات رجسٹرڈ ہوئے ہیں جن میں سے ۶ فیصد سیاہ فام اور ایک فیصد ایشیائی تھے۔ (جنگ لندن، ۷ اپریل)

جدید دنیا میں ایڈز کے مرض کو انتہائی مہلک مرض شمار کیا جا رہا ہے جس نے دنیا بھر کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور دانشوروں کو پریشان کر رکھا ہے اور عالمی سطح پر ایڈز جیسی بیماری کا مقابلہ کرنے کے لیے منظم کوششیں جاری ہیں تاکہ اس بیماری پر قابو پا لیا جائے تاحال اس میں پوری کامیابی نہ ہو سکی بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا مصداق بن چکا ہے ایک طرف دنیا بھر کے دانشور سر جوڑ کر بیٹھے ہیں کہ ایڈز کا علاج معلوم ہو جائے تو دوسری جانب اس مرض کو وجود دینے والے افعال کی بھی بھرپور حوصلہ افزائی ہو رہی ہے ہزاروں پونڈ کی مالی امداد دی جا رہی ہے اور اس مرض کو وجود دینے والے جیسے تماش لوگوں کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے انہیں سرکاری تحفظ دیا جا رہا ہے۔

محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

اس وقت عالمی سطح پر یہ حقیقت مسلم ہو چکی ہے کہ ایڈز نامی بیماری کے پیدا ہونے میں جہاں اور اسباب کو دخل ہے ان میں سب سے بڑا اور اہم سبب لواطت پرستی ہم جنس اور غیر فطری عمل ہے اور ایڈز کے زیادہ تر مریض ان بدترین افعال کے مرتکب پائے گئے ہیں ہسپتالوں کے اشتہارات اور ٹیلی ویژن میں بار بار خبردار کیا جاتا ہے کہ غیر فطری عمل سے اجتناب کیا جائے۔ لیکن انتہائی افسوس کی بات تو یہ ہے دوسری جانب اس بیماری کو وسیع کرنے کے پروگرام بھی موجود ہیں۔

مغربی دنیا میں ان افعال خبیثہ کو عیب نہیں سمجھا جاتا

چینل ۴ میں ایک پروگرام کے دوران وہ خود بھی موجود تھا اور اس کے ہمراہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بڑے مذہبی رہنما بھی مدعو تھے اور ساتھ ہی ساتھ برطانیہ کی تین سیاسی پارٹیوں کے اہم رہنما بھی پروگرام دو گھنٹے تک چلتا رہا۔ اخلاقیات کا موضوع بھی زیر بحث آیا لیکن کسی ایک رہنما نے اس یہودی رکن پارلیمنٹ کی اس گستاخی اور غیر فطری حرکت کی مذمت نہ کی بلکہ اسے اس کا ذاتی فعل قرار دے کر آزادی کی نذر کر دیا گیا۔

اور اب انتخابات کے دوران لیبر پارٹی نے اس امر کا وعدہ بھی کیا ہے کہ ہم جنس پرستی کے لیے ۲۱ سال کی عمر کی قید ختم کر کے ۱۶ سال کر دی جائے گی کہ برطانوی نوجوان سولہ سال کی سرحد میں قدم رکھتے ہی قانونی طور پر ہم جنسی میں مبتلا ہو سکتا ہے برطانیہ میں کئی ایسی کونسلیں ہیں جنہوں نے ہم جنس پرستوں کے لیے الگ مراکز کے مطالبات کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ مانچسٹر ایوننگ نیوز ۱۰ دسمبر ۹۰ء کی ایک خبر ملاحظہ فرمایئے

مانچسٹر شہر کی کونسل نے ۳ لاکھ پونڈ کی مالیت سے ایک ایسی عمارت بنانے کا فیصلہ کیا ہے جو ہم جنس پرستوں کے لیے مخصوص ہوگی کونسل کی ایک ہم جنس پرست مس ایڈورڈ کا کہنا ہے کہ مانچسٹر میں ہم جنس پرستوں کی تعداد بہت ہے۔

اب آپ ہی خود فرمائیں کہ جب شہر کی کونسل ہم جنس پرستوں کی نہ صرف تائید کرے بلکہ اسے بطور خیر ... مالی امداد

بھی دے اس خبر اور اس ملک میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو تو اور کیا ہو بلکہ یورپ میں باقاعدہ ہم جنس پرستوں کو سرکاری تحفظ دیا گیا ہے اور ان کی شادیاں بھی ہوتی ہیں اور حکومت ان شادیوں کو باقاعدہ تسلیم بھی کرتی ہے۔ برطانوی اخبار ٹائم ۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہونے والی اس خبر کو ملاحظہ فرمایئے۔

ڈنمارک کی حکومت نے لواطت پرستوں کی شادی کو سرکاری تحفظ دینے کا اعلان کر دیا ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اس تحفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو مردوں نے آپس میں شادی کی اور اور یہ شادی رجسٹرار کے دفتر میں ہوئی جہاں انہیں شادی کے سرٹیفکیٹ بھی جاری کئے گئے اور مزید دس جوڑوں نے بھی بڑے زور شور سے یہ شادی کی انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ آئندہ اس قسم کی شادیاں چرچ میں بھی ہوا کریں گی۔ اور امید ظاہر کی ہے کہ چرچ ایسی شادیوں کو باقاعدہ تسلیم بھی کرے گا۔ اخبار کی رپورٹ کے مطابق یورپی ممالک کے تمام ہم جنس پرستوں نے اس قانون پر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ دوسرے ممالک بھی اس قانون کو تسلیم کریں۔

یورپی ممالک کا یہ طرز عمل مفکروں اور دانشوروں کے ساتھ ساتھ ارکان پارلیمنٹ کے غیر فطری عمل کو سرکاری تحفظ دینے کا مطالبہ اور اس پر اصرار ان کی بیمار ذہنیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے جس نے عفت وعصمت شرم وحیاء شرافت ونجابت کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے اور یہی وہ بیمار ذہنیت ہے جو شیطان رشدی اور اس قسم کے دوسرے قماش لوگوں کی حمایت میں پیش پیش رہتی ہے

اس سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ سکولوں کالجوں میں ایڈز کے خلاف اعلان جنگ کے نام سے جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ بھی دراصل ایڈز جیسی خطرناک بیماری کو وسعت دینے لگا ہے سکولوں میں عریاں فلمیں دکھانا جنسیات کے طور طریقے سے واقف کرانا اور نوجوان بچوں اور بچیوں کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والی حرکات کو عملی شکل میں لانا ایڈز کو ختم کرنے میں مددگار بنے گا یا فحش افعال و بے حیائی کے مناظر کو مزید ابھارے گا۔

ہمارے نزدیک مغربی معاشرہ طہارت وشرافت کے معانی ومفاہیم سے بالکلیہ خالی ہو چکا ہے ان میں حیوانی طریقے اپنانے کی لت پڑ چکی ہے اور جانوروں سے بدتر زندگی گزارنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے جب صورت حال یہ ہو جائے تو پھر بالآخر فطرت کی خلاف ورزی پر وہ سزا دی جاتی ہے جس سے بچنا دشوار ہو جاتا ہے اور عذاب الٰہی کچھ اس انداز میں گرفت میں لے لیتی ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا یہی وہ ایڈز ہے جس نے مغربی ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور بے حیائی و فحاشی اپنے پنجے گاڑ چکا ہے اور جن ممالک نے مغربی طرز و انداز کو اپنانے کی کوشش کی وہاں بھی یہ حال ہے اس لیے یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدائی احکام سے بغاوت کا انجام اس دنیا میں بھی عبرتناک ہی ہوگا اور آخرت کا عذاب وہ تو الگ تیار ہی ہے
وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ = بابری مسجد

اس لیے ہماری مرکزی حکومت اقلیتوں اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے نہ سہی کم از کم عدالت کے وقار کے تحفظ کی خاطر ہی سہی ریاستی حکومت کی ان ناجائز کارروائیوں کا کوئی نوٹس لے اور اگر وہ اسی طرح خاموش تماشائی بنی رہی تو وہ دن دور نہیں ہے جب کسی صبح کو آپ یہ دلدوز خبر سن لیں گے کہ بابری مسجد شہید ہو گئی ہے۔

وزیر داخلہ ایس بی چوان نے ایک بار پھر یوپی کی حکومت کو خاص طور سے ایک خط لکھ کر بابری مسجد کی حالت جوں کی توں برقرار رکھنے کو کہا ہے اور عدالتی احکام کی خلاف ورزی کرنے میں سنگین نتائج کی دھمکی دی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کی یہ 'دھمکی' بابری مسجد کو شہید کرنے سے پہلے پوری ہوتی ہے یا بعد میں۔

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک بقاپوری

خوش نصیبی ہے مری چشم عنایت تیری
دے گئی مجھ کو یہ انعام عقیدت تیری

حسن اخلاق میں ثانی نہیں کوئی تیرا
وہ صداقت ہو امانت ہو کہ شفقت تیری

موجزن ہے تری رحمت کا سمندر کتنا
لے چلی سوئے جناں موج شفاعت تیری

سنگ باری کا تسلسل ہی رہا طائف میں
پھر بھی ان سنگ دلوں پہ ہوئی رحمت تیری

منبع نور ہدایت ہے تری ذات فقط
جو رہے تابہ ابد ہے وہ نبوت تیری

کام آئے گا کسی کے نہ کوئی حشر کے دن
نار دوزخ سے بچائے گی شفاعت تیری

سرخ رو نعت کی محفل میں کیا ہے مجھ کو
کس قدر ہے یہ مبارک پہ عنایت تیری

قادیانیت کی عمارت کو مسمار کر دینے اور پرویزیت کی کمر توڑ دینے والی

علم کے زیور سے آراستہ اور عمل کے اسلحے سے مسلح شخصیت

محدث العصر مجدد ملت حضرت علامہ

محمد یوسف بنوری الحسینی نور اللہ مرقدہ

مولانا بنوری کو حق تعالیٰ شانہ نے ان تمام اوصاف سے مزین فرمایا تھا جو فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کیلئے درکار ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ کا انتظام قدرت و حکمت بھی عجیب ہے بعض حضرات بزم جہاں میں دیر سے آتے ہیں مگر ان کو زمرۂ "صدیقین اولین" کے پہلو میں جگہ دی جاتی ہے امام بیہقیؒ نے "دلائل النبوۃ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اجر و امت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا یہ لوگ "معروف" کا حکم کریں گے، برائیوں سے روکیں گے۔ اور اہل فتنہ سے لڑیں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸۴)

یعنی "المعروف" کا حکم کرنا "المنکر" سے روکتے رہنا اور فتنہ پردازوں سے برسرپیکار رہنا بھی تین وصف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں بلاشبہ علم و فضل طہارت و تقویٰ، زہد و تقدس وغیرہ ایمانی و انسانی اوصاف بھی نہایت گراں قدر ہیں مگر ان سارے اوصاف سے آدمی مقبولیت عند اللہ میں اپنے ہم عصروں سے آگے نکل سکتا ہے۔ اور اپنے زمانہ کا مقتدا بن سکتا ہے۔ تاہم شمار اس کا اسی زمانے میں ہوگا۔ جس میں وہ پیدا ہوا۔ اور اس کے اجر و ثواب

اور درجات کو پیمانہ بھی اسی دور کے لحاظ سے متعین ہوگا۔ لیکن جو چیز قرون متاخرہ کے افراد کو قرون اولیٰ کی شخصیت بنا دیتی ہے وہ صرف امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اہل فتن سے جہاد المجاہد فی سبیل اللہ الشیخ الامام السید مولانا محمد یوسف البنوری الحسینی بھی انہی الآخرون الا بقون" میں تھے جنہیں بارشاد نبوی "لھم مثل اجر اولھم" کے شرف و افتخار سے نوازا گیا اور جن کی پوری زندگی "اہل فتن" سے جہاد و پیکار میں گزری۔

"فتنہ" لغت میں سونے کو کٹھالی میں پگھلا کر پرکھنے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

کو کہتے ہیں قرآن و حدیث کی اصطلاح میں "فتنہ" ان آزمائشوں کا نام ہے۔ جن میں ایمان کا "زر خالص" پرکھا جاتا ہے اسی ضمن وہ مختلف گمراہیاں اور بدعات لازماً پیش آتی ہیں۔ جن کو اپنے دماغ سے گھڑ گھڑ کر جو لوگ دین کے نام سے پیش کرتے ہیں ایسے لوگوں کو "اہل فتنہ" کہا جاتا ہے اور انہی "اہل فتنہ" سے جہاد کی وہ فضیلت بیان فرمائی گئی جسے اوپر نقل کر چکا ہوں۔

حق تعالیٰ نے کے برپا کردہ فتنوں کو ایمان کے جانچنے اور پرکھنے کی کسوٹی بنایا ہے یعنی اسے ان فتنوں سے تنفر ہے یا ان کی طرف کشش! جس شخص کے دل میں ایمان جتنا قوی، جتنا مضبوط اور جتنا صحت مند ہوگا اسے فتنوں سے اسی قدر نفرت اور بغض و عداوت ہوگی اس کے برعکس جس کا ایمان جس قدر کمزور زنگ آلود اور مریض ہوگا اسے فتنوں کی طرف اسی نسبت سے کشش ہوگی۔ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ بن الیمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے۔

فتنے قلوب کے سامنے اس طرح آئیں گے جیسے چٹائی میں ایک تنکا بنا جاتا ہے۔ سو جس دل نے ان کو جذب کر لیا اس پر سیاہ داغ اور جس دل نے ان سے تنفر کیا اس پر سفید نشان لگ جائے گا۔ یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں ہو جائیں گی۔ ایک سفید سنگ کی طرح صاف ستھرا اور چکنا کہ رہتی دنیا تک اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں دے گا دوسرا کالا بھجنگ کوزہ کی مانند الٹا۔ یہ سوائے اپنی خواہش کے جو اس میں رچ بس گئی ہے نہ کسی بھلائی کو بھلائی سمجھے گا نہ بدی کو بدی (مشکوٰۃ ص ۴۶۱)

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ فتنے ایمان کی صحت و مرض کے لیے مقیاس اور کسوٹی ہیں جن قلوب میں فتنوں سے مقابلہ کی تب و تاب ہو وہ "صحت مند" کہلائیں گے اور جن میں فتنوں سے مصالحت کی استعداد ہو وہ "مریض الایمان" ہوں گے۔ اور مرض بڑھ جانے کی صورت میں یہ لوگ ایمان سے محروم ہو جائیں گے۔

اہل فتنہ سے قتال "ایمان" کا بلند ترین مرتبہ ہے اور اس جہاد و قتال کے لیے چند اوصاف اور صلاحیتیں درکار ہیں۔

سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے، میں اس کا نام "ایمان" رکھوں گا۔ اور یہ وہی چیز ہے جس کی طرف اوپر کی حدیث میں ارشاد کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح ہم آنکھ سے دیکھنے کا کانوں سے سننے کا زبان سے چکھنے کا کام لیتے ہیں اسی طرح مومن کے دل میں ایک "ایمانی حاسہ" ہونا چاہیے جو فتنہ کو سونگھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ہر فتنہ کے رنگ و روغن کی تہہ میں چھپی ہوئی اصل حقیقت کو پہچان سکتا ہو اگر یہ "ایمانی حس" موجود نہیں اور اس کے گرد و پیش فتنے منڈلاتے ہیں مگر اسے کوئی احساس نہیں تو سمجھنا چاہیے اس کا ایمان تندرست نہیں، بیمار ہے۔

دوسری چیز "ایمانی غیرت" ہے جس کے لیے فتنہ کی ناپاک بدبو ناقابل برداشت ہو اور وہ بے قرار ہو کر پکار اٹھے۔

"کیا میرے جیتے جی دین میں قطع و برید کی جائے گی"

یہ امت کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے صدیق کا جملہ ہے جو ان سے بے تابی کی اس حالت میں صادر ہوا تھا جب فاروق اعظم نے زکوٰۃ کے بارے میں ان سے نرم روی کی فرمائش کی تھی۔ رضی اللہ عنہما۔ مومن میں اتنی غیرت ضرور ہونی چاہیے کہ وہ دین کو بگڑتا ہوا دیکھ کر بے تاب ہو جائے۔ اور فتنہ کی سرکوبی کے لیے جو کچھ اس سے بن پڑتا ہو اسے کر گزرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔

تیسری چیز بسالت و شجاعت ہے جو ایمانی غیرت کا مرکب بن کر آتش نمرود میں کود پڑے اور وہ وقت کے کسی بڑے سے بڑے فرعون و شداد کو خاطر میں نہ لائے

چوتھی چیز علم و فضل کا ساز و سامان اور اسلحہ ہے جس کے بغیر کوئی جنگ نہیں لڑی جا سکتی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی کی عبقریت سے کون ناواقف ہے؟ مگر یہ کم لوگ جانتے ہوں گے کہ اس دور کے ابو الفضل اور فیضی بھی آپ کے علم و فضل کا لوہا مانتے تھے۔

پانچویں اور آخری چیز حق تعالیٰ سے قلبی تعلق اپنے ضعف و ناتوانی پر نظر اور بارگاہ خداوندی سے پیہم التجا ہے بہت سے لوگ حرف قلم کے گھوڑے دوڑانے اور بازاروں میں نعرے لگانے کو فتح و کامیابی کا نشان سمجھتے ہیں جب کہ ان کا رشتہ قلب بارگاہ صمدیت سے پیوستہ نہیں ہوتا اور قرآن کریم کا اعلان بے نیازی۔

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو گا۔ اور جو وہ چھوڑ دے گا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد! اور اللہ پر بھروسہ چاہیے مسلمانوں کو۔"

ان کی نظر سے اوجھل رہتا ہے، نتیجہ یہ کہ وہ بزعم خود فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے خود فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تمام مساعی شہرت و نمود کے گرد چکر لگاتی ہیں۔

مولانا بنوری کو حق تعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے مزین فرمایا تھا جو فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے درکار ہیں ان کی "ایمانی حس" اتنی تیز تھی کہ نہ صرف دور سے فتنہ محسوس کر لیتی بلکہ اس کی باریک سے باریک رگوں کو بھی ٹٹول لیتی۔ "ایمانی غیرت" ایسی پر جوش تھی کہ انہیں ہمہ دم فتنوں کے خلاف بے قرار اور آتش زیر پا رکھتی۔ شجاعت و جرأت ایسی تھی کہ بڑے بڑے فراعنہ سے ٹکرا دیتی علم و فضل فہم و فراست عقل و تدبر اور سیادت و وجاہت میں آپ کی برتری عرب و عجم میں مسلم تھی اور حق تعالیٰ شانہ سے رشتہ قلب ایسا قوی مضبوط اور استوار تھا کہ آسمان سے رحمت الٰہی کو کھینچ لاتا تھا۔ وہ ہر کام سے پہلے خدا تعالیٰ سے اتنی دعائیں اتنی التجائیں اتنے استخارے کرتے اور نالہ ہائے نیم شبی میں اتنی سسکیاں بھرتے کہ مالک رؤف رحیم کو ان پر ترس آجاتا۔ وہ جب بھی میدان جہاد میں اترتے تو اسی کی رضا کے لیے اور اسی کے بھروسے پر۔ پھر ان کا قلبی تعلق مرکز تجلیات الٰہی کعبہ شریف اور معدن انوار نبوت روضہ مطہرہ سے ہمیشہ پیوستہ رہتا اس کے ساتھ ساتھ تمام ارباب قلوب سے جو ان کے علم میں تھے، ہمیشہ ربط و تعلق رہتا اور ان سے بھی دعاؤں اور التجاؤں کی مسلسل استدعائیں ہوتی رہتیں۔

آیئے اب ذرہ دیکھیں کہ اس نصف صدی تک یہ مرد مجاہد فی سبیل اللہ کن کن فتنوں سے نبرد آزما رہا

فتنۂ قادیان :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اور فتنوں کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی وہاں جھوٹے مدعیان نبوت کے خروج کی بھی اطلاع دی تھی جھوٹے مدعیان نبوت سے مقابلہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا اور "حدیقۃ الموت" میں مسیلمہ کذاب کو اس کی نبوت و امت سمیت دفن کیا اہل علم جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی سب سے پہلے حضرت صدیقؓ اور ان کی جماعت پر صادق آئی

اے ایمان والو! جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاوے گا۔ لوگ کہ ان کو چاہتا ہے، وہ اس کو چاہتے ہیں، نرم دل ہیں مسلمانوں پر زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

مابعد کے دور میں جب بھی امت میں نبوت کاذبہ کا دجالی فتنہ اٹھا، حق تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لیے ایسے رجال کار کو کھڑا کیا جن میں یہی "صدیقی نسبت" کار فرما تھی اور جو یحبہم و یحبونہ کے مصداق تھے اسی سنت الٰہیہ کے مطابق جب مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کاذبہ کا فتنہ اٹھا (جو اس صدی کا سب سے منحوس و ملعون فتنہ تھا) تو اس شجرہ خبیثہ کے استیصال کے لیے حق تعالیٰ شانہ علماء و مشائخ کی ایک جماعت کو آگے لائے اس فتنہ کا ادراک سب سے پہلے سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو ہوا اور منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے "تحذیر الناس" میں دیا۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ہر عارف کو اس کے علوم و معارف کی ترجمانی کے لیے ایک لسان عطا کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت شمس تبریزی کی لسان مولانا رومی تھے اور پھر فرماتے تھے کہ "میری لسان مولانا محمد قاسم ہیں جو علوم میرے قلب پر وارد ہوتے ہیں مولانا محمد قاسم ان کو کھول کھول کر بیان فرما دیتے ہیں" اس لیے کہنا چاہیے کہ حضرت نانوتوی کا یہ فتویٰ حضرت حاجی صاحب کے قلب صافی کا پرتو تھا۔ اس طرح "فتنۂ قادیانیت" کی تردید کی تحریک کا آغاز حضرت حاجی صاحبؒ اور ان کی "لسان علوم و معارف" حضرت نانوتوی کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے اس تحریک کو مسلسل جاری رکھا۔ اس فتنہ کے استیصال کے لیے یوں تو بہت سے اکابر نے گراں قدر خدمات انجام دیں لیکن جس شخصیت کو اس محاذ کی قیادت و امامت تفویض ہوئی وہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی ذات گرامی تھی۔ حضرت شاہ صاحب کو قادیانی فتنے نے کس قدر بے قرار کر رکھا تھا؟ بہتر ہوگا کہ ہم یہ روداد غم حضرت بنوری سے سنیں۔

امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے محنتیں کی ہیں ان میں سب سے امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ کو حاصل تھی اور دارالعلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انفاس مبارکہ سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا۔ قادیانیوں کے شیطانی وساوس اور زندیقانہ دسائس کا امام العصر نے جس طرح تجزیہ کر کے ان پر تنقید کی اس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حضرت مرحوم نے خود بھی گرانقدر علوم و حقائق سے لبریز تصانیف رقم فرمائیں اور اپنے تلامذہ مدرسین دیوبند سے کئی کتابیں لکھوائیں اور ان کی پوری نگرانی و اعانت فرماتے رہے۔ میں نے خود حضرت رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ "جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی کے (علی صاحبہ الصلوۃ والسلام) زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے۔" فرمایا "چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ ان شاء اللہ دین باقی رہے گا اور فتنہ مضمحل ہو جائے گا۔"

میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے لعین بن اللعین لعین قادیان" اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی درد دل کا اظہار کیسے کریں ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ و غضب کے اظہار پر مجبور ہیں"۔ قادیانیت کے خلاف یہی درد و سوزش یہی بے چینی و بے قراری اور یہی غیظ و غضب حضرت بنوریؒ کو اپنے شیخ انورؒ سے وراثت میں ملا تھا۔

مولانا بنوری فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن پشاور تشریف لائے تو وہاں کے سرکاری حلقوں اور انگریزی خواں نوجوانوں میں قادیانیت کا خاصا اثر و رسوخ تھا۔ وہ کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور "یوم النبی" کے نام پر جلسہ عام بھی کرتے۔ مرزائیوں کی یہ کھلے عام مرتدانہ سرگرمیاں حضرت کی "ایمانی غیرت" کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھیں اور ان کا انسداد ضروری تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ قادیانیوں نے حسب عادت "یوم النبی" کا اعلان کیا اور اس کے اشتہارات لگائے میں نے اور میرے رفیق مولانا لطف اللہ نے باہم مشورہ کیا کہ قادیانیوں کی اس جرأت کا سدباب ہونا چاہیے چنانچہ ہم نے طے کر لیا کہ یہ جلسہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جلسہ کی تاریخ آئی اور قادیانیوں نے مقررہ جگہ پر جلسے کے انتظامات کے بعد کارروائی شروع کی تو ہم لوگ بھی اسٹیج پر پہنچ گئے قادیانیوں کی طرف سے جلسے کے صدر کا نام تجویز ہوا تو میں نے فوراً اٹھ کر اعلان کر دیا کہ یہاں جلسہ مسلمانوں کا ہوگا اور میں جلسہ کی صدارت کے لیے فلاں صاحب کا نام پیش کرتا ہوں اس اعلان کا جو نتیجہ ہونا چاہیے تھا وہی ہوا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہماری اور قادیانیوں کی ہاتھا پائی ہوئی بالآخر حریف پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا ہنگامہ کا سن کر پورا شہر ٹوٹ پڑا۔ میں نے ختم نبوت پر تقریر کی۔ قادیانیوں کی مکاریوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ قادیانی ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ گئے اور آئندہ ان کو کبھی کھلے بندوں جلسے کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

یہ مولانا بنوریؒ کا قادیانیت سے پہلا معرکہ تھا جس میں آپ کو کامیابی اور قادیانیوں کو ذلت و شکست ہوئی دیکھنے میں یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن جس پیمانہ میں آپ نے ایمانی غیرت و حمیت اور جرأت و عزیمت کا یہ مظاہرہ کیا۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو اسے فوق العادت کارنامہ تصور کیا جائے گا اور پھر آپ کے اس عملی اقدام کے جو نتائج سامنے آئے وہ شاید ہزاروں روپے کا لٹریچر تقسیم کرنے پر بھی رونما نہ ہوتے۔

حضرت شاہ صاحب کی وفات (۳ صفر ۱۳۵۲ھ) کے بعد آپ "جامعہ اسلامیہ ڈابھیل" سے منسلک ہو گئے جو آپ کے شیخ کی یادگار تھی اور وہاں شیخ کے علوم و انفاس کی تشریح و اشاعت میں مشغول ہو گئے سب سے پہلے عربی میں اپنے شیخ کی ایک بلند پایہ سوانح "نفحۃ العنبر فی ہدی الشیخ الانور" مرتب کی تذکرہ شیخ انور کا ہو اور قلم ان کے جانشین بنوریؒ کا۔

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا یہ کیسے ممکن تھا کہ شیخ انور کا ذکر رد مرزائیت کے بغیر رہ جائے۔ چنانچہ اس میں ایک اہم باب "الشیخ و الفتنۃ القادیانیۃ" کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ جس میں قادیانیت کے دجل و تلبیس کا تذکرہ فرمایا اور اس کے رد و ابطال میں علمائے امت خصوصاً "شیخ انورؒ کی صدائے اسرافیل نے بحر محیط کے ساحل سے افغانستان تک مردہ دلوں کو کس طرح جگایا؟ اور اس کی گونج عراق، شام، مصر، حجاز وغیرہ عالم اسلامی میں کس طرح سنی گئی؟ اس کا تذکرہ کرنے کے بعد شیخ بنوری لکھتے ہیں۔

اور آج تم دیکھ رہے ہو کہ اس فتنہ کی جڑیں کھودنے کے لیے ہندوستان کے گوشے گوشے میں جماعتیں بن رہی ہیں جلسے ہو رہے ہیں۔ اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں خصوصاً "مجلس احرار"، اور اس کے شعبہ تبلیغ کے صدر مجاہد بیدار مغز امت خطیب قوم مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور ان کی ہمت و اخلاص میں ترقی فرمائے۔ کہ مساعی یہ سب آپ کے (شیخ انور کے) تابناک مآثر ہیں جن کا نقش دوام صفحات زمانہ پر باقی رہے گا، اور یہ آپ کی سنت حسنہ ہے جو مسلمانوں میں جاری و ساری ہے"۔

۱۹۳۷ء میں آپ کتابوں کی طباعت کے سلسلہ میں مصر

تشریف لے گئے، وہاں کے اکابر علماء سے تعلقات استوار کیے علمائے دیوبند کے تعارف پر وہاں کے مجلات میں گرانقدر مقالے شائع کیے۔ گویا اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنے شیخ انور کے مشن "رد قادیانیت" کو وہاں بھی فراموش نہیں کیا وہاں کے تمام علماء مشائخ کو قادیانیت کے خلاف جہاد کے لیے تیار کیا۔ ان سے قادیانیت پر رسالے اور مقالے لکھوائے اور انہیں اس موضوع پر حضرت شاہ صاحبؒ کے لعل و جواہر سے آگاہ کیا۔

بلاشبہ یہ حضرت بنوریؒ قدس سرہ کی قادیانیت کے خلاف عظیم الشان مہم تھی جس میں انہیں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

مولانا بنوری ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور دارالعلوم ٹنڈو الہ یار میں حدیث و تفسیر کی تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ اسی دوران ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی تو یہ شیخ وقت فوراً میدان عمل میں آگیا اور ظفر اللہ قادیانی کی وزارت خارجہ کے خلاف جلسوں اور جلوسوں کی قیادت کرنے لگا۔ یہ تحریک اگرچہ اپنے تمام مطالبات میں کامیاب نہیں ہوئی۔ تاہم کون نہیں جانتا کہ یہی تحریک ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کو بھی بہا کر لے گئی تحریک ختم نبوت میں آپ کی شمولیت کا یہ تجربہ دراصل مستقبل کی تیاری کا پیش خیمہ تھا۔

۱۹۵۴ء میں حضرت مستقل طور پر کراچی میں آگئے، کراچی میں آپ کے قیام میں حق تعالیٰ کی جو جو تکوینی مصلحتیں تھیں ان کی تفصیلات کا احاطہ کون کر سکتا ہے! مگر خیال ہوتا ہے کہ قدرت آپ کو کراچی کے مرکز میں لاکر "تحریک ختم نبوت" کی قیادت آپ کے سپرد کر رہی تھی۔

آپ یہاں تشریف لائے تو رفتہ رفتہ آپ کی سیادت و محبوبیت کا نقش دلوں پر ثبت ہونے لگا اور اندرون و بیرون ملک ہر طبقہ کے لوگوں سے آپ کے تعلقات وسیع ہوتے گئے اور آپ کو ہر بڑے چھوٹے سے ملنے ہر ایک کو پرکھنے اور سمجھنے اور ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے کام لینے کا موقع ملا۔

میں سوچتا ہوں تو حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ یہ بوریہ نشین مرد درویش جس کی نہ کوئی پارٹی ہے نہ تنظیم نہ تحریک نہ گروہ نہ اخبار نہ رسالہ نہ اشتہار نہ دربار نہ اسباب نہ وسائل شہرت و نمود کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہیں مگر اس کی مقناطیسی کشش کا یہ عالم ہے کہ ہر سطح اور ہر طبقہ کے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں سیکرٹریٹ سے لے کر عام لوگوں تک سے اس کا گہرا رابطہ ہے یہ عرب و عجم کے دل کی دھڑکن بنا ہوا ہے اور اپنی آتش دروں اور حرارت قلب سے بے شمار قلوب کو گرما رہا ہے اور جدھر کو نکلتا ہے سیادت و وجاہت اس کے جلو میں چلتی ہے شیخ آدم بنوری الحسینی کے فرزند کو قدرت اور ساری دولتیں اسباب و وسائل کے بغیر عطا کر رہی تھی۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس صدی کے سب سے بڑے فتنہ۔ فتنہ قادیانیت کے استیصال کا وہ عظیم الشان کام اس سے لیا جانا ہے جو مجددین اور صدیقین سے لیا جاتا ہے یہ ساری دیکھی نوازشیں اسی کی تمہید ہیں

یاد آیا ایک بار راقم الحروف نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت! جس طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے "اکبری فتنہ" کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے لیے حکومت کے اعلیٰ ترین اہل مناصب کو رام کیا تھا آج بھی اسی نہج پر کام کرنے کی ضرورت ہے یہ سن کر حضرت نے فرمایا۔ جی ہاں! بالکل صحیح ہے حضرت مجدد صرف دین کے مجدد نہیں تھے بلکہ طریقہ تجدید کے بھی مجدد تھے اس وقت اس ناکارہ کو یہ احساس نہیں تھا۔ کہ اس دور کے فتنہ عظیمہ کے خلاف جس کی جڑیں حکومت میں اکبری دور کے ابو الفضل اور فیضی سے زیادہ گہری تھیں حضرت کو بھی حضرت امام ربانی کے نقش قدم پر لا رہی ہے۔ اور حق تعالیٰ اس ملک کے صالح قلوب کو آپ کی طرف از خود متوجہ فرما رہے ہیں۔

بہر حال اس دور میں حضرت نے "عقیدہ ختم نبوت" کی حفاظت کے لیے خاموشی سے کام شروع کر دیا اور اس کے لیے تین میدان منتخب فرمائے،

(۱) اندرون ملک ہر طبقہ کے وہ سعید قلوب، جو اس مقصد کے لیے موثر اور کارآمد ہو سکتے تھے، آپ نے انہیں تلاش کر کر کے جوڑنا اور قادیانیت کے خلاف انہیں منظم اور بیدار کرنا شروع کیا ان میں علماء بھی تھے وکلاء بھی کاروباری بھی تھے اور سرکاری ملازمین بھی۔

مولانا کو معلوم تھا کہ ملک میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" اس فتنہ کے خلاف منظم طور پر پوری کمیونی تندہی اور جانفشانی سے کام کر رہی ہے حضرت نے اس کی بھی سرپرستی شروع کر دی اور ہر ممکن طریقے سے اس کی اعانت و نصرت فرمائی مجھے یاد ہے کہ ان دنوں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے زعیم حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری کے تلمیذ رشید اور خطیب العصر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دست راست اور جانشین تھے حضرت کی خدمت میں کراچی حاضر ہوتے کئی دن قیام رہتا گھنٹوں حضرت سے تنہائی میں مشورے کرتے راقم الحروف ایک بار کراچی سے پنجاب گیا مولانا محمد علی جالندھری کی زیارت و ملاقات میسر آئی موصوف نے علیک سلیک کے بعد پہلا سوال اپنے مخصوص پنجابی انداز میں یہ فرمایا "سنا بھئی میرے شیخ دا کی حال اے" اور میرے شیخ" کا لفظ جس عظمت و محبت کے لہجے میں ادا فرمایا اس کی حلاوت و شیرینی کا لطف کاغذ پر کیسے منتقل کر دیا جائے۔

الغرض حضرت بنوری نے خاموشی سے ان تمام حضرات کو اپنے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا جو اس فتنہ کی سرکوبی میں کوئی موثر کردار ادا کر سکتے تھے اور کسی کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ مرد مجاہد ختم نبوت کا قلعہ تعمیر کرنے کیلئے کہاں کہاں سے اینٹ و مصالحہ ڈھونڈ کر لا رہا ہے۔

(۲) قادیانی مسئلہ صرف پاکستان کا نہیں بلکہ خود اسلام کا مسئلہ تھا اس لیے حضرت نے عالم اسلام کے تمام اکابر علماء سے بھی رابطہ رکھا، انہیں قادیانی سازشوں کی تفصیلات سے مسلسل آگاہ کرتے رہے ان کے گمراہ کن عقائد و نظریات کے علاوہ ان کی مسلم کش پالیسیوں سے انہیں باخبر کرتے رہے اور اس رابطہ کے تین ذرائع تھے اول یہ کہ باہر سے علماء کے جو وفود پاکستان میں آتے بنوری ٹاؤن میں ان کی تشریف آوری ہوتی دوسرے مولانا کبھی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے تیسرے سال میں کم از کم دو بار حرمین شریفین میں حاضری ہوتی جہاں عالم اسلام کا دل دھڑکتا ہے۔ ان تمام مواقع میں جہاں حضرت کی عظمت و

محبت کا نقش عالم اسلام کے قلب پر مرتسم ہوتا وہاں قادیانیت سے نفرت و بیزاری کی تحریک کو بھی انگیخت ہوتی۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں "رابطہ عالم اسلامی" کی کانفرنس میں دنیا بھر کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندوں نے جو قرارداد متفقہ طور پر منظور کی تھی کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کسی جانشین مجدد الف ثانی کی محنتوں کے بغیر یہ سب کچھ ہو گیا تھا۔

حضرت اقدس جہاں دنیا بھر کے علماء و مشائخ اور اعیان و اکابر سے رابطہ قائم کیے ہوئے انہیں قادیانی فتنہ کی سنگینی سے مسلسل آگاہ کر رہے تھے وہاں ارباب قلوب اور اصحاب باطن سے بھی رابطہ استوار تھا اور انہیں بھی اس سلسلہ میں "صرف ہمت" اور دعا و التجا کی طرف متوجہ رکھتے تھے۔

(۳) تیسرا اور آخری کام جو آپ نے کیا وہ عالم اسلام کے ارباب اقتدار (جن میں ملکوں کے سربراہ اور وزراء و سفراء سب ہی شامل تھے) سے رابطہ قائم کرنا اور انہیں قادیانی فتنہ سے باخبر رکھنا تھا۔ عرب ممالک کے جو سفراء ہمارے ملک میں وقتاً فوقتاً تعینات ہوتے رہے ان میں سے اکثر و بیشتر حضرت کے شناسا بلکہ قدردان محب تھے اسلامی ممالک کے امراء و وزراء سے بھی اچھا تعارف تھا۔ خصوصاً پاسبان حرم شاہ فیصل شہید تو آپ کے بہت ہی قدر شناس تھے۔ شہید مرحوم سے آپ نے متعدد بار ملاقات کی اور انہیں بالمشافہ قادیانی فتنہ کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔

الغرض یہ تین میدان تھے جن میں حضرت نے قادیانیت کے مقابلہ میں کام کیا اور جن کا دھندلا سا خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ قادیانیت سے آخری جنگ لڑنے کے لیے حضرت نے اپنی بساط کی حد تک اسباب و وسائل مہیا کر لیے تھے۔ اندرون و بیرون ملک اس کے لیے زمین تیار کی جا چکی تھی اور حضرت کے سوز دروں اور آتش جگر نے اس فتنہ کے خلاف ملت اسلامیہ کو آتش فشاں میں تبدیل کر دیا تھا تاآنکہ ادھر قدرت آپ کو "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی قیادت کے لیے کھینچ لائی اور ادھر خود قادیانیوں کے ہاتھ سے ربوہ اسٹیشن کے سانحہ کا دھماکہ کرا دیا جس سے ملت اسلامیہ کا آتش فشاں شعلے اگلنے لگا اور قادیانیت کے خاکستر میں ڈھیر ہو کر رہ گئی۔

قادیانیت کے خلاف حضرت نے جو کارنامہ انجام دیا اس کے لیے دست قدرت نے آپ کو خود تیار کیا تھا حضرت کا یہ کارنامہ میرے نزدیک آپ کے "مقام صدیقیت" کا ظہور تھا۔ جس میں مجددانہ روح کار فرما تھی اس لیے سید آدم بنوری کے فرزند گرامی کا یہ کارنامہ اس کے تمام اوصاف و کمالات اور فضائل و مناقب پر بھاری نظر آتا ہے۔

انگریز کے عہد نحوست مہد میں جو تحریکیں اسلام کو مسخ و محرف کرنے کے لیے اٹھیں ان میں سب سے پہلی تحریک نیچریت کی ہے پھر ایک طرف "قادیانیت" نے نئی نبوت کے روپ میں جنم لیا اور دوسری طرف "چکڑالویت" نے انکار حدیث کا فتنہ برپا کیا اس کے بعد "خاکسار تحریک" نے سر اٹھایا اور پھر ان سب تحریکوں کا سڑا ہوا ملغوبہ مسٹر پرویز کے حصہ میں آیا اور ان سب پر کمیونزم کا تعفن اور مستزاد ہوا چنانچہ پرویزی لٹریچر میں کمیونزم کا پورا معاشی ڈھانچہ اور اس کی مذہب بیزاری نیچریت کی مادہ پرستی قادیانیت کا انکار و تجدد چکڑالویت کا انکار سنت، خاکساروں کی تحریف و تاویل سب خرابیاں یکجا موجود ہیں اور مسٹر پرویز کے قلم کی روانی نے ان غلاظتوں میں اور اضافہ کر دیا مسٹر غلام احمد پرویز بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی کا ہم نام بھی ہے، ہم وطن بھی الحاد و زندقہ میں اس کا ہم مسلک بھی۔ وہ ایک زمانہ میں حدیث و سنت کا پرجوش حامی تھا۔ اس موضوع پر موصوف کا ایک مقالہ جو "الفرقان لکھنو" میں چھپا تھا۔ راقم الحروف کی نظر سے گزرا ہے لیکن بدقسمتی سے انگریزی دور اقتدار نے دہلی کے سیکرٹریٹ میں پرویز صاحب کی ساخت و پرداخت کی۔ موصوف نے اپنے پیشرو داعیان ضلال کے افکار و نظریات کو جذب کیا اور انہیں نئے انداز میں اگلنا شروع کیا۔ اس کے لیے "انجمن طلوع اسلام" کی بنیاد ڈالی موصوف کے ذہنی خیالات کا خاکہ ابھی غیر مرتب ہی تھا کہ ملک تقسیم ہوا اور پرویز صاحب کو دہلی سیکرٹریٹ کے بجائے کراچی سیکرٹریٹ میں پناہ مل گئی یہاں کی لادین افسر شاہی کی آشیر باد سے موصوف نے "قرآنی نظام ربوبیت" کا خاکہ مرتب کیا، جس کے دستور اساسی کی پہلی دفعہ یہ تھی۔

"قرآن کریم میں جہاں اللہ و رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد "مرکز نظام حکومت" ہے (معارف القرآن ج ۴ ص ۶۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی مسکین کو "رسول اللہ" بننے کے لیے وحی و الہام کا افسانہ تراشنا پڑا تھا، مگر چوہدری غلام احمد پرویز کی "قرآنی بصیرت" نے غلام احمد اسکندر مرزا اور ایوب خان وغیرہ کو بیک جنبش قلم "خدا اور رسول" بنا دیا اس تصور افزائی پر ارباب اقتدار کی باچھیں کھل گئیں پرویز صاحب کے افکار و نظریات کی اشاعت کے لیے سرکاری وسائل کے دہانے کھل گئے۔

پرویز صاحب نے "خدا اور رسول" تو نئے تلاش کر لیے اب سوال ہوا کہ اس نئے "خدا اور رسول" کی اطاعت کیسے کی جائے؟ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا کیا جائے؟ پرویز صاحب کی "بصیرت" نے اس کا حل یہ نکالا کہ اس پورے دین کو ان کے نئے "خدا اور رسول" یعنی ارباب اقتدار کو اپنے منشا کے مطابق بدل ڈھالنے دیا جائے۔ وہ نماز کو بدلنا چاہیں تو بدل دیں۔ روزہ پر خط تنسیخ پھیرنا چاہیں تو پھیر دیں نظام زکوٰۃ کو گڑبڑ کرنا چاہیں تو کریں۔ الغرض ارباب اقتدار (یا پرویز صاحب کے خدا و رسول) کا کام ہے دین کو مسخ کرنا اور مسلمانوں کا کام ہوگا۔ اس نت نئے مسخ شدہ دین پر بغیر چون و چرا عمل کرنا۔ پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

قرآن کے ساتھ انسان کو بصیرت عطا ہوئی اس لیے جن امور کی تفصیل قرآن نے خود بیان نہیں کی ان کی تفصیل قرآنی اصولوں کی روشنی میں اس رو سے بصیرت متعین کی جائے۔ یہی رسول اللہ نے کیا اور ہمارے لیے بھی ایسا کرنا منشائے قرآنی اور سنت رسول اللہ کے عین مطابق ہے اس باب میں اخلاق، معاملات اور عبادات میں کوئی تفریق و تخصیص نہیں۔ اگر تفریق مقصود ہوتی تو عبادت کی جزئیات قرآن خود ہی متعین کر دیتا ہے۔

(مقام حدیث۔ ج ۱ ص ۳۲۳)

" جس اصول کا میں نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے وہ قانون اور عبادات دونوں پر منطبق ہوگا یعنی اگر جانشین رسول اللہ (قرآنی حکومت) نماز کی کسی

جزئی شکل میں جس کا تعین قرآن نے نہیں کیا اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت کچھ رد و بدل ناگزیر سمجھے تو وہ ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہے۔“ (قرآنی فیصلے ص ۱۴۳)

چلئے دونوں اصول طے ہوگئے اول یہ کہ پاکستان میں ”خدا ورسول“ حکمران ٹولے کا نام ہے دوسرا یہ کہ پرویز صاحب کے یہ ”خدا ورسول“ اسلام کے عقائد و عبادات، اخلاق و معاملات اور سیاست و معاشرت میں جو رد و بدل کرنا چاہیں، اس کی انہیں کھلی چھٹی ہے گویا مسٹر پرویز کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پورا دین تبدیل کیا جاسکتا ہے اس رد و بدل کا خاکہ خود پرویز صاحب کو مرتب کرنا تھا اور وہ جن خطوط پر اس خاکہ میں رنگ بھرنا چاہتے تھے اس کی صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) حلال و حرام کا قصہ یوں نمٹایا گیا کہ...

سید محمد شیخ صاحب نے اس رسالے (حلال وحرام کی تحقیق) میں بتایا ہے کہ قرآن کی رو سے صرف مردار بہتا خون لحم خنزیر اور غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں ان کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں۔

یہ قرآن کا واضح فیصلہ ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ ہمارے مروجہ اسلام میں حلال وحرام کی جو طولانی فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کی خود ساختہ ہیں اور کسی انسان کو حق حاصل نہیں کہ کسی شے کو حرام قرار دے دے یہ حق صرف اللہ کو ہے“ (طلوع اسلام)

(۲) اور پورے دین کے بارے میں یہ فلسفہ ارشاد ہوا کہ قرآنی احکام عبوری دور کے لیے ہیں ورنہ اسلام کا اصل منتہا مارکس ازم قائم کرنا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ اگر اسلام میں ذاتی ملکیت نہیں تو پھر قرآن میں وراثت وغیرہ کے احکام کس لیے دیئے گئے ہیں؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن انسانی معاشرہ کو اپنے متعین کردہ پروگرام کی آخری منزل تک آہستہ آہستہ بتدریج پہنچاتا ہے۔ اس لیے وہ جہاں اس پروگرام کی آخری منزل کے متعلق اصول اور احکام متعین کرتا ہے عبوری دور کے لیے بھی ساتھ کے ساتھ راہنمائی دیتا چلا جاتا ہے وراثت قرضہ، لین دین، صدقہ وخیرات سے متعلق احکام اسی عبوری دور سے متعلق ہیں، جس میں سے معاشرہ گزر کر انتہائی منزل تک پہنچتا ہے۔

انہی دو اقتباسات سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ پرویز صاحب نے اپنے ”مرکز ملت“ کو محمد شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے منسوخ کرنے کی سند مرحمت فرمادی تھی۔

مسٹر پرویز کو احساس تھا کہ علماء موصوف کے اس خود تراشیدہ ”رب“ کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوں گے اور نہ ”پرویز“ کے ”خدا ورسول“ کو اسلام میں ترمیم و تنسیخ کی اجازت دیں گے۔ اس لیے پرویز صاحب نے اسلام کے تمام اصول و فروع کے ساتھ ساتھ اسلام کی سیکورٹی فورس (”علمائے امت“) کی طرف اپنی الحادی توپوں کا رخ موڑ دیا۔ کبھی نماز کا مذاق اڑایا جارہا ہے کبھی زکوٰۃ کا کبھی روزے کا اور کبھی جنت اور کبھی دوزخ کا کبھی آخرت کا اور ان سب سے پہلے اس ”ملا“ کو نشانہ بنایا گیا جو حریم اسلام کی پاسبانی کے فرائض انجام دے رہا ہے پرویز صاحب لکھتے ہیں

”جب تک دین کی باگ مولوی کے ہاتھ میں ہے صدقات نکلتے رہیں گے۔ زکوٰۃ دی جاتی رہے گی۔ قربانیاں ہوتی رہیں گی۔ لوگ حج بھی کرتے رہیں گے۔ اور قوم بدستور بے گھر بے در بھوکی ننگی اسلام کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کا موجب بنی رہے گی“ (قرآنی فیصلے ص ۵۲)

پرویز صاحب ”مرکز ملت“ کی طاقت سے پورے دین کو تلپٹ کرنا چاہتے تھے، لیکن علماء امت ان کے خاکوں کے رنگ میں بھنگ ڈال دیتے تھے۔ پرویز صاحب کے خدا اور رسول (جن کو وہ مرکز ملت سے بھی تعبیر کرتے ہیں) نے اول تو ”ملاؤں“ کو سمندر پار بھجوانے کی دھمکی دی مگر اس کی تعمیل ذرا مشکل نظر آئی تو دوسری تجویز سوجھی کہ باہر سے چند اہل علم کو بلوا کر ان کے سامنے پرویز صاحب اپنے سحر آفریں ”نظام ربوبیت“ کی توضیح فرمائیں تو شاید پاکستان کے علماء بھی مسحور ہوجائیں اور ساتھ کے ساتھ پرویز صاحب نے دین میں رد و بدل کی جو اسکیم تیار کر رکھی ہے اس کی پہلی قسط کی تصدیق ان بیرونی اہل علم سے ہوجائے چنانچہ ۱۹۵۷ء کے اواخر اور ۱۹۵۸ء کے اوائل میں لاہور میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی گئی۔ جس کا اہتمام بڑے طمطراق سے پرویز کے ”خدا ورسول“ نے کیا تھا اور اس برات کے دولہا خود پرویز صاحب تھے۔ بحث کا موضوع بینک کے سود کی حلت اور ”بے پردگی“ کی ”اجازت“ تھا۔ جس میں ساری دنیا مبتلا ہے۔ مصر سے خاص طور پر اہل علم کو مدعو کیا گیا۔ کیونکہ مصر ایک مدت سے ”آزاد خیالی“ میں پیش رو تصور کیا جاتا ہے۔ پاکستان سے مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد یوسف بنوری کو دعوت دی گئی۔ ہندوستان سے مولانا ابوالحسن ندوی لکھنوی اور ”صدق جدید“ کے ایڈیٹر کو بلایا گیا۔

عرب ممالک سے جو مندوبین تشریف لائے مولانا بنوری کا ان سے تعارف تھا وہ کراچی اتر کر خیمہ ٹاؤن تشریف لائے تو حضرت نے نوکر شاہی کی سازش پرویز صاحب کی اسکیم اور اس مجلس مذاکرہ کے اغراض ومقاصد ان کے سامنے تفصیل سے بیان کیے، دنیا بھر کے مسلمان خواہ کتنے ہی گئے گزرے ہوں ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ پرویز صاحب کے ”مرکز ملت“ کو خدا ورسول ہونے کی سند عطا کردیں گے یا اسلامی احکام وقوانین میں کسی بدمست نئے اقتدار کو تراش خراش کی اجازت دے دیں گے، کھلا جنون ہے اور اس کی توقع اسکندر مرزا کے سائے میں پرویز صاحب ہی سے کی جاسکتی تھی کسی عالم دین سے اس کی امید کب ہوسکتی تھی۔

چنانچہ جب مندوبین نے مجلس مذاکرہ میں پرویز صاحب کا مقالہ سنا تو مجلس کی بیشتر کاروائی اس کی تنقید پر صرف ہوئی اور پرویز صاحب اور ان کے ”خدا ورسول“ کو وہ ذلت دیکھنا پڑی جس کا گھاؤ آج تک ان کے جگر میں ہوگا۔

اقتدار کے سائے میں پرویز صاحب کے نظریات کی نشر و اشاعت ہو رہی تھی، علمائے امت اور ارباب قلم اس کی تحریفات کا توڑ کر رہے تھے دونوں طرف سے بحث و جدال کا معرکہ برپا تھا۔ حضرت نے محسوس کیا کہ ”منارکی کھٹ کھٹ“ اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کافی نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ اس شجرہ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جائے اس مقصد کے لیے

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

حکومت پاکستان خدا سے مقابلے پر! فیملی پلاننگ کے سلسلے میں ذرائع ابلاغ میں حکومتی اشتہارات کیا گل کھلا رہے ہیں؟

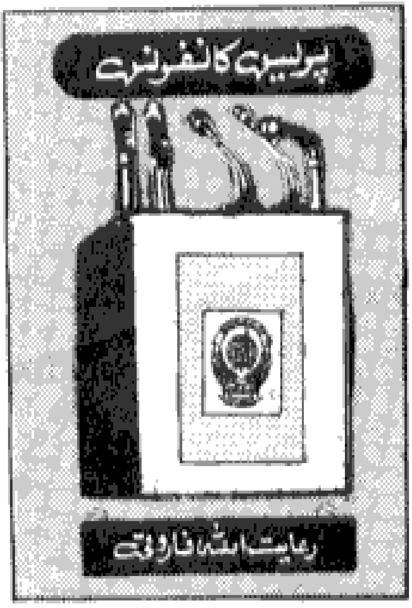

ڈاکٹر شیرالدین علوی ہمارے ایک مشفق بزرگ ہیں بڑے جہاں دیدہ انسان ہیں استاذ محترم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے معاون ہیں انگریزی پر تو ایسا عبور رکھتے ہیں کہ اچھے اچھے انگریزوں کو اس معاملے میں پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ انگریزوں کے دیس بلکہ مغرب کے چوہدری یعنی امریکہ سے انگریزی علوم سیکھ کر اور انگریزی تہذیب کا بہت قریب سے اور بغور مشاہدہ کرکے پاکستان لوٹے ہیں اور ایسا وہ آج اور کل میں نہیں بلکہ سالہا سال قبل کر کے آئے ہیں۔ بڑی نکتہ رس شخصیت ہیں باریک باریک نکتے اٹھانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ابھی چند روز قبل ہی انہوں نے بلا کر فیملی پلاننگ کے مسئلے کی طرف متوجہ کیا اور حکم دیا کہ اس مسئلے پر اپنے قلم کو استعمال کروں۔ چنانچہ یہ سطور میرے انہی شفیق بزرگ کے حکم کی تعمیل ہیں۔

فیملی پلاننگ ایک ایسا موضوع ہے جس پر ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے اور ایسا یقیناً علماء اور محققین ہی کرسکتے ہیں۔ میرے پیش نظر تو مختلف اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات ہیں اور انہی کے حوالے سے چند گزارشات۔

علماء فرماتے ہیں کہ فیملی پلاننگ کی گنجائش اسلام میں ہے مگر اس طرح نہیں جس طرح حکومت اور بعض دانشوروں کا خیال ہے۔ بلکہ اسلام نے فیملی پلاننگ کی جو گنجائش رکھی ہے وہ کسی مجبوری اور وجہ کے نتیجے میں ہے مثلاً کوئی بیماری یا اس قسم کا کوئی اور عذر' بلاعذر فیملی پلاننگ کی اجازت اسلام نہیں دیتا۔

میرے سامنے نوائے وقت کراچی میں چھپنے والا وزارت بہبود آبادی کا ایک اشتہار موجود ہے اس اشتہار کے مندرجات کچھ ایسے عجیب و غریب ہیں کہ کیا کہنا یہ پورا اشتہار ہی کچھ ایسا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد فوری طور پر جو تاثر ابھر کر سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان شاید خداوند قدوس سے مقابلے پر اتر آئی ہے۔ اشتہار کے مندرجات ملاحظہ کرنے کے بعد اس سلسلے میں آپ بھی میری سوچ کے ہمنوا ہوں گے۔

ملاحظہ کیجئے......

بارہ کروڑ کی بجائے اگر ہم چھ کروڑ ہوتے! تو آج ○ ۹ سو ارب روپے کے مقروض نہ ہوتے' ○ ہماری فی کس آمدنی ۳ گناہ زائد ہوتی' ○ ہمارا تعلیمی معیار سو فیصد بین الاقوامی سہولیات کا حامل ہوتا' ○ چائے' پیٹرول اور تیل پر آدھا زرمبادلہ صرف ہوتا' ○ گندم وافر مقدار میں برآمد کرکے کثیر زرمبادلہ کماتے' ○ نئی آبادی بڑے شہروں میں منتقل نہ ہوتی' ○ غربت اور کچی آبادیاں نہ ہوتیں' ○ ہر سطح پر خود کفیل اور خوش حال ہوتے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے اپنائیے۔ (وزارت بہبود آبادی حکومت پاکستان)

یہ ہیں اخبار میں شائع ہونے والے اشتہار کے مندرجات...... قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس دنیا میں موجود ہر مخلوق خواہ اس کا تعلق زمین پر چلنے پھرنے والی مخلوق سے ہو یا کہ سمندر اور دریاؤں کی گہرائیوں میں تیرنے والی مخلوق سے چاہے اس کا تعلق فضاء کی وسعتوں میں اڑنے والی مخلوق سے ہو چاہے غیرجاندار مخلوق کی اس تعداد کثیر سے جس کی تعداد تو در کنار اقسام کا گننا بھی محال ہے یہ سب کے سب اور تمام کے تمام اللہ رب العزت کے پیدا کردہ ہیں اور وہی ان کا مالک اور پروردگار ہے۔

اور یہ بھی کھلی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کی حکمتوں کو سمجھنا انسان کے بس کی بات نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی بھی نہیں ہوتا۔

ان مسلمہ حقائق کے سمجھنے کے بعد حکومت پاکستان کے اشتہار کے مندرجات کا مطلب یہ ہوا کہ خداوند قدوس نے ہمیں چھ کروڑ کی بجائے بارہ کروڑ پیدا کرکے اچھا نہیں کیا (نعوذباللہ) کیوں کہ ایسا کرنے سے

نمبر۱...... ہم نو سو ارب روپے کے مقروض ہیں

نمبر۲...... ہماری فی کس آمدنی ۳ گنا زائد نہیں ہے

نمبر۳...... ہمارا تعلیمی معیار سو فیصد بین الاقوامی معیار کا نہیں ہے

نمبر۴...... چائے' پیٹرول اور تیل پر آدھا زرمبادلہ نہیں بلکہ دگنا زرمبادلہ صرف ہو رہا ہے

نمبر۵...... نئی آبادی بڑے شہروں میں منتقل ہو رہی ہے

نمبر۶...... غربت اور کچی آبادیاں موجود ہیں

نمبر۷...... ہر سطح پر خود کفیل اور خوش حال نہیں ہیں

قارئین خود اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اشتہار کے مندرجات سے اخذ ہونے والا یہ مفہوم منطق اور فلسفے کا مرہون منت نہیں کہ کوئی کہے کہ جناب یہ تو بہت گھما پھرا کر یہ مفہوم نکالا گیا ہے۔

میں کسی قسم کا کوئی فتویٰ اس اشتہار کے مشتہروں پر نہیں لگاتا کیوں کہ بد قسمتی سے مفتی نہیں ہوں لیکن اہل فتویٰ کو دعوت غور اور جملہ اہل اسلام کو دعوت فکر ضرور دوں گا۔

ماقبل میں تو اس اشتہار سے دینی نقطہ نظر سے زیادہ تفصیل میں جائے بغیر صرف ایک گوشے سے پردہ سرکایا گیا اب ذرا دنیوی نقطہ نگاہ سے بھی بات ہوجائے۔

پاکستان کے بے شعور عوام کو فریب دینے کے لئے پہلی گپ جو اس اشتہار میں چھوڑی گئی ہے کہ "۹ سو ارب کے مقروض نہ ہوتے" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نو سو ارب خرچ کہاں ہوئے؟ پاکستان کے غریب عوام پر یا حکومت اور انتظامی مشینری کے ان افراد پر جن کی توندوں کی کوئی طول و عرض اور رمق نہیں جو اس نو سو ارب روپے کے شاخسانے ہیں اور پھر حکومت ذرا انصاف سے بتائے کہ صرف اور صرف ایک ہی محکمہ یعنی انکم ٹیکس سالانہ کھربوں روپے خرد برد نہیں کر رہا؟ حکومت نے اس کی روک تھام تو نہیں کی لیکن اس کے نتیجے میں ملکی معیشت پر پڑنے والے اثرات کے ازالے کے لئے قوم کو قربانی کا بکرا بنا کر کہا جارہا ہے بچے کم پیدا کرو کیوں کہ ہمیں حرام خوری میں مشکلات پیش آرہی ہیں اور صرف ایک انکم ٹیکس ہی پر کیا موقوف پاکستان کے دیگر محکموں کو ہی لیجئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ محکمے ایک سال غبن نہ کریں تو یہ نو سو ارب روپیہ پورا ہو سکتا ہے۔ اور طرفہ تماشا دیکھئے کہ قوم کو دو بچے پیدا کرنے کا مشورہ دینے والی حکومت کے وزیر اعظم خود پانچ بچوں کے والد محترم ہیں

شق نمبر۲ کو لیجئے کہ "ہماری فی کس آمدنی تین گنا زائد ہوتی" اس کا تعلق بھی پہلی شق ہی سے ہے اگر غبن اور ٹیکس چوری پر قابو پالیا جائے تو آمدنی تین گنا تو کیا پانچ گنا بڑھ سکتی ہے اور ہمارے نکتہ رس بزرگ شیرالدین علوی تو فرماتے ہیں کہ اگر یہ ہی کرنا ہے تو پھر چھ کروڑ ہی کیوں کہا جاتا

ہے بلکہ مزید یوں بھی کہہ لیجئے کہ اگر ہم تین کروڑ ہوتے تو فی کس آمدنی چھ گنا زائد ہوتی اور اگر ڈیڑھ کروڑ ہوتے تو بارہ گنا زائد ہوتی اور چلتے چلتے پھر آخر میں نتیجہ یہ آئے گا کہ اگر ہم ہوتے ہی نہیں تو یہ جھنجھٹ ہی نہ ہوتا۔

شق نمبر ۳ میں یہ کہنا کہ "ہمارا تعلیمی معیار سو فیصد بین الاقوامی معیار کا ہوتا" پاکستان کے تعلیمی نظام کا جائزہ تو بالتفصیل کسی اور موقع پر اٹھائے رکھتے ہیں لیکن فی الحال صرف اتنا کہوں گا کہ اقراء سرچارج کی مد میں سالانہ کئی کھرب روپیہ وصول ہوتا ہے حکومت بتائے تو سہی وہ کہاں جاتے ہیں؟؟ اس کے ذریعے تعلیم تو کیا اور بھی بہت سے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ میں پوچھنا چاہوں گا کہ تعلیمی معیار کے بین الاقوامی ہونے سے مراد اسلام آباد کے انٹرنیشنل اسکول والا معیار تو نہیں ہے جہاں لڑکے اور لڑکیاں شراب پیتے ہوئے ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے ہوئے ناچتے ہیں؟ غالباً اس اسکول کے ایک ہونے کا حکومت کو افسوس ہے اور وہ اس میں اضافہ چاہتی ہے۔ (اس اسکول میں ہونے والی خرافات کی تفصیلات کے لئے روزنامہ خبریں لاہور مورخہ ۷ر نومبر ملاحظہ فرمائیں)

شق نمبر ۴ میں یہ کہنا کہ "چائے، پیٹرول اور تیل پر آدھا زرمبادلہ صرف ہوتا" اس کا دو ٹوک جواب یہ ہے کہ ہر شخص دنیا میں اپنے رزق کے ساتھ آتا ہے اگر یہ چھ کروڑ نہ ہوتے تو بچنے والا زرمبادلہ بھی نہ ہوتا۔

شق نمبر ۵ کہ "گندم وافر مقدار میں برآمد کرکے کثیر زرمبادلہ کماتے" یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ پاکستان کی قابل کاشت زمین کا صرف اکتیس فیصد کاشت ہو رہا ہے جب کہ ۶۹ فیصد کاشت ہی نہیں ہو رہا اگر حکومت کو زرمبادلہ کمانے کا شوق ہے اور وہ اس میں مخلص ہے تو یہ بیکار پڑی ہوئی زمین غریبوں میں تقسیم کر دے پھر کثیر تو کیا بے انتہا کثیر زرمبادلہ کمایا جا سکے گا۔

شق نمبر ۶ کہ "نئی آبادی بڑے شہروں کو منتقل نہ ہوتی" یہ ایک انتہائی احمقانہ بات ہے کیوں کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ چلتا پھرتا ہے کبھی ایک علاقہ میں کبھی دوسرے علاقہ میں جاتا ہے خاص طور پر شہروں کی طرف......

شق نمبر ۷ "غربت اور کچی آبادیاں نہ ہوتیں" اس سلسلے میں ایک ہی گزارش ہے کہ جن ملکوں میں فیملی پلاننگ ہو رہی ہے کیا وہاں غربت ختم ہو چکی ہے؟؟؟

شق نمبر ۸ "ہر شخص خود کفیل اور خوش ہوتے" آج جتنے غیر خود کفیل اور غیر خوش حال ہیں اتنے ہی اس چھ کروڑ کی صورت میں بھی ہوتے مگر اوسط آبادی کے لحاظ سے کم ہوتا اور مزید یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ ملک خوش حال نہ ہو نو سو ارب کا مقروض ہو اور وزیر اعظم کے لئے ایک ارب روپے کا جہاز خریدا جائے جب کہ پی آئی اے کا بیڑا موجود ہے۔ وزیر اعظم کا طیارہ موجود ہے۔ پاک فضائیہ میں سی ون تھرٹی کا بیڑا موجود ہے۔ اور پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ اس خطے میں جغرافیائی اعتبار سے ہم کیسی پوزیشن پر ہیں ہم بارہ کروڑ ہیں تو تب بھارت ہمیں کس طرح کی دھمکیاں دیتا اور کس طرح کے اقدام کرتا ہے۔ ذرا اندازہ تو لگائیں کہ اگر ہم چھ کروڑ ہوتے تو تب تو شاید اب تک پاکستان موجود ہی نہ ہوتا اسی طرح سے ہماری مغربی سرحد تو اب جاکر کہیں محفوظ ہوئی ہے ورنہ افغانستان کے واسطے سے دنیا کی دوسری بڑی طاقت سوویت یونین سے ہر وقت ہمارے لئے خطرہ رہتا تھا۔ لہٰذا ہمیں بارہ کروڑ نہیں بلکہ چوبیس کروڑ ہونا چاہئے۔

فیملی پلاننگ کا فتنہ ہماری حکومت نے مغرب سے درآمد کیا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ مغرب کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ وہاں اگر جائز اولاد فیملی پلاننگ کے ذریعے روکی جاری ہے تو ناجائز اولاد کا بھی تو کوئی حساب نہیں ہے۔

مثلاً یورپ کے صرف ایک ملک فرانس ہی کو لے لیجئے ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۸ء میں فرانس میں بلا نکاح کے جنسی تعلقات قائم کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد دو لاکھ تیس ہزار ہے۔ جب کہ ۱۹۸۰ء میں یہ تعداد اکیانوے ہزار تھی تو گویا سترہ ہزار تین سو پچھتر کی شرح سے سالانہ اضافہ ہوا اس طرح اب یعنی ۱۹۹۲ء میں یہ تعداد دو لاکھ ننانوے ہزار پانچ سو ہونی چاہئے جب کہ فرانس میں بچوں کی شرح پیدائش سات لاکھ پینسٹھ ہزار سالانہ ہے۔

اب اگر ناجائز بچے بھی اس میں رجسٹرڈ ہیں تو پھر اس میں سے دو لاکھ ننانوے ہزار پانچ سو نکال دیں تو چار لاکھ پینسٹھ ہزار پانچ سو بچے جائز رہ جائیں گے اور اگر یہ شرح اسی طرح چلتی رہی تو ۲۰۰۳ء میں جائز و ناجائز بچوں کی شرح مساوی ہو جائیگی اور اگر دنیا اسی طرح قائم رہی اور فرانس اسی ڈگر پر چلتا رہا تو ۲۰۵۰ء میں ناجائز بچوں میں جائز بچوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔

اب قارئین ہی فیصلہ کریں وہاں تو سفید اور سیاہ دونوں دھندے چل رہے ہیں ایسے میں وہ فیملی پلاننگ نہ کریں تو کیا کریں۔ ہماری موجودہ حکومت کے کرتوت ایسے ہیں کہ کسی بھی وقت عذاب خداوندی آسکتا ہے کیوں کہ سود کے مسئلے پر تو یہ پہلے ہی خدا سے جنگ کر رہی ہے اور اب مستقل وزارت قائم کرکے فیملی پلاننگ کے مسئلے پر جو کچھ کیا جارہا ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خدا نے زمین تو محدود پیدا کی مگر اس پر بسانے کے لئے انسان زیادہ اور یہ کہ خدا نے رزق تو کم پیدا کیا مگر اسے کھانے والے انسان زیادہ..... میں تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ہے...... خدا سے مقابلہ

عورت کی سربراہی و امامت

ڈاکٹر جاوید اقبال نے کسی اور شخصیت کی خیال آرائی کو میری طرف منسوب کر دیا

ہفت روزہ ختم نبوت کا ایک نمبر (جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۷) پیش نظر ہے جس میں "عورت کی سربراہی اور ڈاکٹر جاوید اقبال یا ڈاکٹر حمید اللہ" کے عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے یہ تحریر اسی سے متعلق ہے۔

فاضل مقالہ نگار آغاز بیان یوں فرماتے ہیں کہ "... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ عورت امیر مملکت ہو سکتی ہے یا نہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہو سکتی ہے...... ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس بیان کو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔" جہاں تک یاد ہے میں نے ایسی کوئی چیز بیان نہیں کی اور مذکورہ حدیث سے بھی واقف نہیں ہوں۔ البتہ یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اطلاق یمن کی بلقیس ملکہ سبا پر کسی اور سیاق و سباق میں کیا جائے تو غلط نہ ہو۔

ضمناً یہ عرض کرتا چلوں کہ ایک مشہور حدیث اکثر ذہن میں آتی رہتی ہے کہ "اختلاف امتی رحمۃ" اس کا کم و

یش مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اہل علم کا اختلاف رائے کرنا جائز ہونے سے بھی کہیں زیادہ "رحمت" اور باعث خیر و برکت ہے اور اس کو میں آیت شریفہ "ماو تیتم من العلم الا قلیلا" اور دیگر آیت شریفہ "قل رب زدنی علما" سے ملانے کی ادب سے جسارت کرتا ہوں۔

آپ کے صفحہ نمبر (٦) کے پہلے کالم کے تقریباً" اواخر میں ایک حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ "عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے مگر یہ کہ مسجد میں ہو" اگر مذکورہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ یاد دلایا جاسکتا ہے کہ اس کو حضرت ام ورقہؓ کے قصے سے جس کا مقالے میں آگے صفحہ (٧) پر طویل ذکر آیا ہے' مقابلہ کریں جہاں خود مقالہ نگار تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مباح ہے۔

آپ کے صفحہ (٦) ہی کے تیسرے کالم میں "لن یفلح قوم ولوا امرہم امراۃ" "سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ یہ ناچیز عرض کرے گا کہ یہ پیشگوئی ہے کوئی عام حکم نہیں ہے یہ ایران کی ملکہ کے متعلق حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا اور وہ بہت جلد وقوع پذیر بھی ہو کر پیشگوئی کی تصدیق ہو گئی۔

اس کے فوراً" بعد استدلال کی پانچویں حدیث میں مقالہ نگار مجھ سے (یا ہم سے) پوچھتے ہیں کہ صفوں کی ترتیب کیسی ہوگی؟ مردانہ مسجدوں سے ہم واقف ہیں جہاں امام مرد ہوتا ہے اس میں کتب حدیث میں صراحت نہ ہونے سے قطعی اور حتمی بیان تو نہیں دیا جاسکتا لیکن غالباً" کوئی فقیہ اجتہاد کرکے کہہ سکے گا کہ غالباً" عورت امام پہلی صف میں تنہا رہے گی۔ دوسری صف میں مرد مقتدی رہیں گے۔ ان کے بعد عورتوں کی صفیں آئیں گی (جیسا کہ ذرا آگے مقالہ نگار خود صفحہ (٧) کے آغاز میں اشارۃ" ذکر کرتے ہیں)

آپ کے صفحہ (٧) کے تیسرے کالم میں جن بی بی کا ذکر ہے ان کا نام حضرت ام ورقہؓ ہے۔ ام الورقاء بالکل نہیں یہ مدینہ منورہ کے انصار سے تھیں اور سنہ ٢ھ کے غزوہ بدر میں شرکت کی خواہش مند تھیں لیکن یہ ٹھیک نہیں معلوم کہ ان کو اپنے محلے کی مسجد کا امام کب مقرر کیا گیا۔ مضمون کے مطابق رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ وہ اس مسجد میں اپنے محلے والوں (اہل دارہا) کی امامت کریں۔ حضورؐ نے "اہل بیتہا" نہ فرمایا کہ ترجمہ "گھر والوں" کیا جائے۔ یوں بھی ایک بوڑھے شخص کو رسول اکرمؐ نے اس مسجد کا موذن بھی مقرر فرمایا۔ یہ تصور میں نہیں آتا کہ اذان دینے کے بعد وہ کہیں اور جاکر نماز پڑھتے ہوں یوں بھی حضرت ام ورقہؓ کے گھر میں ان کا ایک مرد غلام بھی تھا (جس نے بعد میں بدبختی سے بی بیؓ کو شہید بھی کیا) غلام اپنی مالکہ کا امام بنے یہ ممکن نہیں خاص کر جب کہ وہ خاتون وہاں کی "سرکاری" اور خود رسول خداؐ کی نامزد کردہ امام بھی ہو گئی ہوں۔ غالباً" حضرت ام ورقہؓ تنہا صف اول میں بطور امام کھڑی ہوتی تھیں۔ صف دوم میں موذن اور بی بی کا غلام ہوتے تھے اور ان کے پیچھے تیسری (نیز ضرورت پر دیگر) صفیں صرف عورتوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ یہ بھی امکان ہے بی بیؓ کے رشتہ دار ہم محلہ مرد بھی بی بیؓ سے ملاقات کے لئے آئے ہوں اور نماز کا وقت آجائے تو وہ بھی نماز میں صف دوم میں' موذن اور غلام کے ساتھ شریک ہوتے ہوں اس سے کسی کو اختلاف نہیں اس قصے سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عورت کو امام بنانا مباح اور جائز ہے لازم اور واجبی چیز نہیں البتہ میں یہ عرض کروں گا کہ وہی کام ضرورت پر ہم اب بھی کرسکتے ہیں اور وہ حرام نہیں ہوگا خاص کر اس لئے بھی کہ بی بیؓ کی نامزدگی عارضی چیز نہ تھی کہ شروع میں نامزد کرکے رسول اکرمؐ نے بعد میں اسے خود منسوخ کردیا ہو کیوں کہ بی بیؓ حضور اکرمؐ کے زمانے ہی میں نہیں بلکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافتوں کے زمانے میں بھی اپنا فریضہ امامت بدستور انجام دیتی رہیں اور اگر شہید نہ ہوجاتیں تو قدرتی

ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس)

وفات تک بھی انجام دیتیں۔ ضرورت پر اب بھی عورت کو امام بناسکنے کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ چند سال ہوئے افغانستان سے ایک لڑکی پیرس آئی تاکہ یونی ورسٹی میں تعلیم پائے۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگی کہ میرا ایک ہم جماعت لڑکا جو ہالینڈی ہے چاہتا ہے کہ مجھ سے شادی کرے اور وہ مسلمان بھی ہو گیا ہے۔ نکاح کے دوسرے ہی دن صبح کو وہ افغان بہن میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا شوہر اسلام کی پوری پابندی کرنا چاہتا ہے اور پنج وقتہ نماز بھی پڑھنا چاہتا ہے لیکن نہ اسے ابھی سورۃ فاتحہ وغیرہ یاد ہوئے ہیں' نہ تشہد' نہ رکوع سجدہ وغیرہ کی دعائیں اور کہتا ہے کہ میں امامت کروں اور وہ میرا مقتدی بن کر میری نقالی کرے میں نے اس بہن کو حضرت ام ورقہؓ کا قصہ سنایا اور کہا کہ شوہر سے کہو کہ جلد سے جلد تین چار سورتیں اور تشہد وغیرہ لازمی چیزیں زبانی یاد کرلے اور اس وقت تک تم امامت کرو۔ افغان بہن نے کہا صدقے جاؤں اس پیغمبرؐ کے جس نے عورت کو امامت جیسی معزز دینی خدمت پر مامور کیا اگر میں کسی مولانا سے پوچھتی تو وہ اجازت نہ دیتے۔

آپ کے صفحہ (٨) کے آغاز پر لکھا گیا ہے کہ عورت کی امامت پر میں (یا ہم) نے عورت کی حکمرانی کے مسئلے کی بنیاد رکھی ہے میں نے ایسا بالکل نہیں کیا ہے میں اس سیاسی مسئلے سے پاکستان میں اپنے کسی لکچر میں جہاں تک یاد ہے کبھی کوئی بحث نہیں کی اس طرح اسی صفحے کے پہلے کالم کے اواخر میں میرے طرف یہ منسوب کیا گیا ہے کہ برقع اور نقاب کی ضرورت نہیں۔ یہ مجھ پر محض اتہام ہے میں تو چہرے اور ہونٹے کے کھلے رکھنے کا بھی قائل نہیں بلکہ قرآنی آیت کا مطلب چہرے پر نقاب ڈالنے کے لیتا ہوں حضرت اسماؓ کی جو حدیث ہے وہ محرم لوگوں کے متعلق ہے وہ چونکہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں اس لئے ان کی زندگی میں رسول اکرمؐ بیوی کی بہن (سالی) سے جمع بین الاختین کی ممانعت کے باعث حضرت اسماؓ سے نکاح نہیں کرسکتے تھے۔ اسی صفحے کے کالم دوم میں میری طرف جو منسوب کیا گیا ہے کہ "حجاب سے مراد شرم و حیا ہے...." وہ نہ میرا بیان ہے اور نہ میرا خیال میرے لکچر سے پہلے یا لکچر کے بعد اور لوگوں کی تقریریں ہوئی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے کسی اور شخص کی خیال آرائی کو دور بیٹھے ہوئے ہونے کے باعث میری طرف منسوب کردیا وہ میری اس تردید پر برا نہ مانیں انہوں نے جو لکھا ہے وہ عمداً" نہیں ہے "اتفاقاً" اور سہواً" ہوا ہے۔

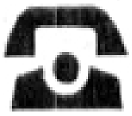

عارفی جیولرز
ARFI JEWELLERS
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ــ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

عیاریوں کی داستان
مکاریوں کا قصہ
اور چکر بازیوں کا حال

مرزا غلام قادیانی کا مسیح موعود بننے کا ٹیکنیکل طریقہ

مولانا عبداللطیف مسعود

مرزا صاحب جب اپنے مشن کی تکمیل کے لیے بہ تدریج ترقی کی منزلیں طے کرنے لگے تو پہلے الہام کا دعویٰ پھر مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا لیکن جب آخری سیڑھی (مسیحیت اور نبوت کی) آئی تو پہلے ذرا ٹھٹکے اور اس کے لیے کافی تگ و دو کرنا پڑی قسم قسم کے منصوبے اور حیلے اختیار کیے کبھی حکیم نور الدین سے مشورے کہ اگر حدیث دمشقی کو چھوڑ کر الگ دعویٰ مسیحیت کو دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے (مکتوبات احمدیہ ج ۵/ ۸۵) پھر کبھی مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور کبھی مسیح موعود ہونے کا۔ اور ساتھ ہی کبھی وفات مسیح کا الہامی دعویٰ اور کبھی لفظ توفی کی بحثیں۔ کبھی قرآن مجید کی تیس آیات کے حوالے اور کبھی کسی کے خواب کا حوالہ کبھی کسی مجذوب کی پیشگوئی کا حوالہ اور کبھی حروف ابجد کا سہارا ایک بنیادی حقیقت۔

لیکن باوجود اس تمام چکر بازی کے یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اس تمام منصوبے کی بنیاد انہوں نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ ہی میں رکھدی تھی مگر ذرا خفیہ اور پہلو دار الفاظ میں اسی لیے آنجناب بعد کے ہر دعویٰ کے ثبوت میں اسی براہین کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھو یہ بات میری کتاب براہین میں آج سے اتنے سال پہلے لکھی ہوئی ہے گویا وہ منزل من اللہ اور وحی کی حیثیت رکھتی ہے

دعویٰ مسیحیت کے لیے ایک اہم سہارا

جناب مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اپنی مسیحیت کے دعویٰ اور وفات مسیح کے اثبات کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارتے ہیں چنانچہ انہوں نے وفات مسیح کے ثبوت میں قرآن مجید سے تیس آیات بھی ڈھونڈ نکالی ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے صہ ۵۹۸ تا ۶۴۳ تک پھیلا ہوا ہے اس کے بعد مزید کچھ خوابوں اور پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک پیشگوئی کو مضبوط دلیل سمجھ کر اس پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھ دیتے ہیں وہ یہ ہے۔

قادیانی دعویٰ کی بنیاد۔ ایک مجذوب کی پیشگوئی

یہ پیشگوئی یوں درج ہے کہ لدھیانہ کے ایک آدمی کریم بخش صاحب بیان کرتے ہیں کہ آج سے تیس برس پہلے گلاب شاہ نامی ایک مجذوب ہوئے ہیں انہوں نے ایک دفعہ بیان کیا کہ عیسیٰ اب جوان ہو گیا ہے وہ لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔

(ازالہ اوہام صہ ۷۰۸ ملخصاً)

میاں صاحب نے پوچھا کہ اب وہ عیسیٰ کہاں ہے تو فرمایا کہ بیچ قادیان کے "ازالہ صہ ۷۰۹۔ اور اس کا نام بھی بتلایا کہ "غلام احمد" ہے (واہ جی واہ مرحبا صاحب موج ہو گئی موج)

ناظرین کرام بھلا دیکھیے جس بات کے ثبوت میں قرآن مجید کی ایک دو نہیں پوری تیس آیات ہوں۔ اس پر مزید کسی دلیل یا شہادت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن مجید میں وضو کے متعلق صرف ایک آیت ہے (مائدہ آیت ۶) تیمم کے بارہ میں دو آیتیں (النساء صہ ۴۳۔ اور مائدہ صہ ۶) ہیں مگر تمام امت مع قادیانی ہمیشہ سے بلا اختلاف وضو اور تیمم کے قائل ہے حرمت خمر کی صرف دو آیتیں ہیں (مائدہ ۹۰، ۹۱) لیکن ابتداء سے آج تک بلا تردد اس کی حرمت پر تمام امت متفق ہے۔ تو بقول مرزا صاحب جس مسئلہ پر قرآن مجید کی تیس آیات ہوں تو اس مسئلہ میں کسی مجذوب کی بڑ کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے سوائے اس کے کہ مرزا صاحب کو یا تو قرآن پر یقین نہیں یا وہ آیات مرزا صاحب کے نظریہ کی تائید نہیں کرتیں۔ ورنہ وہ آیات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھیں۔ اور صحابہ کرام نے سنی تھیں مگر یہ مسئلہ (وفات مسیحؑ) نہ آنحضورؐ پر واضح ہوا نہ صحابہ کی سمجھ میں آیا اور نہ ہی بعد کے کسی مجتہد، امام، مفتی محدث اور مجدد کی سمجھ میں آیا۔ تو پھر تیرہ سو سال بعد مرزا صاحب کا ان آیات کو اس بارہ میں پیش کرنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے؟

؎ مرزا صاحب کے ایک مخلص مرید قاضی یار محمد اپنے رسالہ اسلامی قربانی میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مرزا صاحب نے اپنا کشف بیان فرمایا کہ گویا وہ ایک عورت ہیں اور خدا نے ان کے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

بہرحال مرزا صاحب نے گلاب شاہ والی پیشگوئی کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا تو اس کی تصحیح کے لیے اس کے راوی میاں کریم بخش کی تعدیل کے لیے کچھ کم از کم تقریباً ساٹھ مختلف المذاہب (ہندو، مسلم وغیرہ) لوگوں کی تصدیقات اور گواہیاں درج کیں۔ ملاحظہ ہو ازالۂ اوہام ص ۹۰۷ تا ۹۱۷

اس مجذوب کی پیشگوئی میں چونکہ یہ وضاحت ہے کہ وہ لدھیانہ آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ لہٰذا مرزا صاحب بقول مرزا بشیر الدین ۱۸۸۸ء کے ایک الہام کے مطابق ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ تشریف لے آئے مگر اس دعویٰ کے اظہار و اعلان کی ہمت نہ ہوئی لہٰذا باول نخواستہ صرف مجددیت اور ملہم ہونے پر بیعت شروع کر دی۔ دیکھئے سیرت مسیح موعود از بشیر الدین ص ۳۱ حالانکہ آنجناب اس دھن میں شروع ہی سے مگن تھے مذکور ۱۸۸۸ء کے الہام سے چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام جو ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ ہے۔ اس میں صراحت کرتے ہیں کہ مجھے دس سال سے وحی الٰہی مسیح موعود بنا رہی ہے مگر میں نے اس کو مخفی رکھا۔ دیکھئے کتاب مذکورہ ص ۵۵۱ تو اس حساب سے یہ وحی ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء سے شروع ہو چکی تھی۔ کیونکہ کتاب کی تحریر و تصنیف پر کم از کم ایک سال تو لگا ہوگا۔ اس طرح "اعجاز احمدی" میں یہ مدت ۱۲ سال لکھی ہے

تیسری شہادت اور اسی طرح مرزا صاحب اپنی کتاب ازالۂ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں کہ

اے برادران دین و علمائے شرع متین آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا سے وحی پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا ہے جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ ازالۂ اوہام ص ۱۹۰)

ناظرین کرام ان تین شہادتوں کو ملاحظہ فرما کر میرے دعوی کی تصدیق کریں کہ آنجناب ابتدا ہی سے اس دھن میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح انگریز کا چہیتا ایجنٹ بننے کے لیے دعوی مسیحیت و نبوت کے قابل ہو جاؤں۔ جیساکہ انہوں نے براہین حصہ پنجم ص ۸۶ پر تحریر کیا ہے اور اس کے لیے براہین کی تحریر کے وقت سے ہی ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے تھے۔

مگر وہاں اظہار دبی زبان اور پہلو دار الفاظ میں کیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ مرحلہ وار مختلف حیلے بہانے اور تاویلات کے سہارے پہلے ازالۂ اوہام کے مطابق مثیل مسیح ہونے کا اظہار اور مسیح موعود کی شدت سے نفی لیکن اس کے بعد بعینہ مسیح موعود کا دعویٰ کر دیا حالانکہ آئینہ کمالات ص ۵۵۱ اور اعجاز احمدی ص ۷ وغیرہ مطبوعات میں صاف طور پر اپنا الہام نقل کیا کہ انا جعلناک المسیح الموعود۔ اور انا جعلناک المسیح ابن مریم کہ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم کیا بنا دیا اور یہ کہ میں اس کی جگہ ہوں لیکن میں نے اس کی تاویل کرتے ہوئے مخفی رکھا اور اپنا سابقہ عقیدہ نہ بدلا اور دس سال تک اظہار نہ کیا۔ آئینہ کمالات ص ۵۵۱ اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۵ پر صاف لکھا کہ مسیح ابن مریم والی تمام آیات اب میری طرف پھیر دی گئی ہیں۔ یعنی پہلے ان کے مصداق مسیح ابن مریم تھے اور اب میں ہوں قابل توجہ ہے۔

ناظرین کرام۔ فرمائیے کہ مرزا صاحب مندرجہ بالا اقتباس میں کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ میرا دعویٰ صرف مثیل مسیح کا ہے۔ جو میں نے آج سے سات برس پیشتر براہین میں لکھ دیا تھا۔ جبکہ وہاں صاف مذکور ہے کہ آیت (ھو الذی ارسل رسولہ) جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے بارہ میں ہے جب وہ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا دیکھئے ص ۴۹۹ آخر جھوٹ اور دجل کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

پھر آگے لکھا ہے کہ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار (مرزا قادیانی) اپنی غربت وغیرہ میں مسیح کی پہلی زندگی کے مشابہ ہے

دیکھئے یہاں صاف طور پر جملہ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق بطور الہام کے اپنا عقیدہ پیش کر رہے ہیں مگر جب آہستہ آہستہ لوگوں کی ذہن سازی کر لی تو کھل کر اپنا وہ اصل دعویٰ دو قسطوں میں پیش کیا پہلے مثیل مسیح کا پھر اصل مسیح موعود کا جس کو پہلی قسط میں افترا اور بہتان کہا ہے۔

دوسرے مرحلے کے لیے منصوبہ بندی اور تیاری آنجناب جب گلاب شاہ کی پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ اعلان مسیحیت کے لیے گئے فکر اعلان مسیحیت کی ہمت نہ ہوئی آخر صرف مجددیت اور مجددیت کی بیعت پر اکتفا کر لیا اس کے بعد اصل دعوی کے لیے مزید منصوبہ بندی میں منہمک ہو گئے پھر دو سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ ہی جا کر اعلان مسیحیت کیا۔ کیونکہ گلاب شاہ نے لدھیانہ ہی کا نام لیا تھا۔

مرزا صاحب کے یہ دو سال کیسے گزرے

ایک عجیب اور اہم انکشاف

جناب مرزا صاحب اس کٹھن مرحلہ سے نمٹنے کے لیے اپنے فرشتوں مٹھن لال اور انگریزی فرشتہ کی مدد سے دن رات کی انتھک غور و فکر سے ایک نئے طریقہ کار اور منصوبہ بندی تک پہنچ گئے۔ جس کو انہوں نے اپنی مشہور کتاب کشتی نوح میں پیش کیا ہے۔

اس کتاب میں پہلے تو اپنے سرپرست اور نگران گورنمنٹ برطانیہ کی مدح سرائی کی اور اس کے بعد کچھ ادھر ادھر کی مارتے ہوئے ص ۴۵ پر پہنچ کر اپنے مسیح موعود اور ابن مریم بننے کا ایک نیا فارمولا پیش فرمایا کہ اھدنا الصراط المستقیم میں بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی گئی۔ اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ

سے یہ اعلان عبدالرحمن کی طرح کھلے عام بزبان خود نہیں کیا بلکہ بذریعہ اشتہار کیا یہ جرأت اور ہمت ہے اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی۔ اب آپ ہی بتلائیں کریم اس اشتہار باز کے متعلق کیا سوچ سکتے ہیں؟

تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا رتبہ اسے ملے گا۔ پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائے گی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا۔ یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح وہ ابن مریم کہلائے گا۔ دیکھئے کشتی نوح ص ۴۷

ناظرین کرام، مرزا صاحب کی فصاحت و بلاغت نیز ادب و اخلاق کو ملاحظہ فرما کر بندہ کے اس دعویٰ کو پھر ذہن نشین کیجئے کہ آنجناب نے براہین کی تصنیف سے ہی یہ سارا پلان تیار کر لیا تھا کہ کس کس انداز سے مسیحیت اور نبوت کی منزل پہ پہنچ کر انگریز کے نمک حلال ہونے کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔ اسی بناء پر براہین کے بعد ہر کتاب میں اس کا حوالہ بطور ایک دستاویز اور متن کے دیتے ہیں۔

چنانچہ آنجناب اس موقعہ پر بھی لکھتے ہیں کہ جیسا براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف الہام مندرجہ ص ۲۴۱ میں اشارہ ہے کہ انّی لک ھذا۔ یعنی اے مریم یہ نعمت تو نے کہاں سے پائی اور پھر الہام مندرجہ ص ۳۴۶ میں کہ ھزالک بجذع النخلۃ۔ اور پھر ص ۴۹۶ پہ یہ الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔ یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے (کون سے دوست؟ خیراتی پیر علی، ٹیچی وغیرہ نوردین اور احسن امروہی قادیانی وغیرہ) بہشت میں داخل ہو جا میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی کشتی نوح ص ۴۷۔ اسی ایک ایک لفظ پہ بار بار اسی براہین کے حوالے دیتے چلے جاتے ہیں اور آگے اسی صفحہ پر پھر سورۃ تحریم کی حضرت نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کے ذکر والی آیت کو بھی اپنی اس چکر بازی پہ دلیل بناتا ہے کہ اس میں کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر اس کے بعد اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کی ہے جو قرآن کی سورہ تحریم میں تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور پھر براہین میں سورۃ تحریم کی ان آیات کی خدا نے خود تفسیر بیان فرمائی۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف رکھو اور ایک طرف براہین کو پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی کس طرح براہین کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا میں نزول قرآن کے وقت موجود تھا کہ میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لیے کوئی آیت اتار کر اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے۔ دیکھئے کشتی نوح ص ۴۶۔

ناظرین کرام: مندرجہ بالا اقتباس کو ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا صاحب پر کیا مراق کا دورہ پڑا ہوا ہے دجل و فریب کا کیا چکر چلا رہے ہیں اب میرے دعویٰ کی تصدیق کیجئے کیا آپ نے ایسا سینہ زور چکر باز دیکھا یا سنا ہے جس کتاب (براہین) کو نزول مسیح کے عقیدہ ذکر ہونے کی بنا پر مرزا اور تمام مرزائی جان چھڑانے کے لیے قبل از وحی و الہام کہتے نہیں تھکتے، آنجناب اسی کو قرآن کے مقابل اپنے وحی و الہام کا مجموعہ قرار دے رہے ہیں۔ اور میرے پیش کردہ نظریئے کی تائید کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ اس نے (خدا نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر اس پہ دو برس گذر گئے۔ تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۴۹۶ پہ درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں (عورت کا حمل تو نو ماہ ہوتا ہے) بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے۔

مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور پر میں ابن مریم ٹھہرا کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷۔

ناظرین کرام لیجئے دو سال کا مسئلہ حل ہو گیا۔

اب آپ مرزا صاحب یا اس کی امت سے پوچھئے کہ جب سب کچھ تیری براہین میں موجود ہے تو پھر تو اتنے چکر کیوں کاٹتا ہے کہ پہلے یہ الہام پھر وہ الہام

ایک مزید وضاحت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے اپنا مریم ہونا اور حمل وغیرہ کا اظہار کیا تو ظاہر ہے کہ ان حالات میں حیض و نفاس کا مرحلہ بھی لازماً آتا ہے چنانچہ مرزا صاحب کے ایک سابق واقف حال منشی الٰہی بخش نے انہی حالات میں سوال کیا کہ حضرت صاحب آپ نے اپنے حمل و ولادت کا ذکر تو کر دیا مگر حیض و نفاس کا تذکرہ نہیں فرمایا تو مرزا صاحب نے بلا جھجک اعلان کر دیا کہ

بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی (نفاس ہوگا) اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ حیض بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے (سبحان اللہ قاضی یار محمد کچھ ٹھیک ہی کہتا ہے) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳۔

ناظرین کرام یہ ہے مختصر سرگزشت مرزا صاحب کے ان درمیانی (۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۱ء) دو سالوں کی تو

باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

؎۱ مریم ہونے کی صورت میں یہ صیغہ مذکر ناقابل فہم ہے مذکر ہونے کی صورت میں درد زہ اور ولادت کا مسئلہ صرف قادیانی فلسفہ کے مطابق تو ہو سکتا ہے جو مراق زدہ ہے مگر حقیقی فلسفہ اس کی تائید نہیں کر سکتا

؎۲ چونکہ یہ مرحلہ نہایت پریشان کن تھا اس لیے آنجناب نے اس کتاب کا ایک نام تقویۃ الایمان بھی رکھا تاکہ اپنی مراق امت کو کچھ سہارا ہو اور اس منصوبے کے اظہار پہ کچھ اپنے بھی تسلی ہو۔

شہیدِ مظلوم حضرت عثمانؓ کا خون

چند روز قبل مسلمانوں کی نو آزاد ریاست ازبکستان جانے کا شرف حاصل ہوا اور ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند (جس کا قدیم نام شاش تھا) کے علاوہ تاریخ اسلامی کے دو مشہور شہروں بخارا اور سمرقند کی زیارت کا موقع ملا ان قدیم شہروں میں جہاں ہم نے روسی جبرو استبداد کے نقوش کا ذاتی نگاہوں سے مشاہدہ کیا وہاں پر ہمیں تاریخ اسلامی کے انمٹ نقوش دیکھ کر کچھ سکون ملا' ان شہروں میں جہاں ہم نے صحابہ کرام اور حضرات تابعین کے عظیم الشان جہاد کے تابندہ نشانات کو دیکھا وہاں ہم نے بعد کے لوگوں کی ترک جہاد کی ذلت کے آثار کا بھی مشاہدہ کیا۔ مسلمان فاتحین کی بنائی ہوئی عظیم الشان مساجد اور عمارات کے ان باقی ماندہ کھنڈروں کو بھی دیکھا جو قاعدین (جہاد سے بیٹھنے والے) اخلاف کی سستی کا شکار ہو کر شراب خانوں میں تبدیل کر دیے گئے تھے۔

ان علاقوں کی تفصیلی سیر تو قارئین کو کسی اور وقت انشاء اللہ کرائیں گے آج کے کالم میں تاشقند شہر میں موجود ایک ایمان افروز شہ پارے کے متعلق کچھ معلومات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

یہ شہ پارہ دور صحابہ کی عظیم یادگار ہے جو ایک شہید کے خون کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے اور شہید کا خون اس پر اس لئے گرا کہ اس نے اس کے اصولوں کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور اسی کے بیان کردہ حکم کے مطابق شہادت کی موت کو بستر کی موت پر ترجیح دی یہ عظیم یادگار قرآن مجید کا وہ نسخہ ہے جس کی امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے وقت تلاوت فرما رہے تھے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک خون اس مصحف پر گرا اور ان آیات کو رنگین کر گیا فسیکفیکھم اللہ (اللہ ان کے لئے آپ کی طرف سے کافی ہے) اور واقعی شہید کے خون نے جن آیات کو منتخب کر کے ان پر سرخ نشان لگا دیا ان پر عمل ہوا اور دنیا نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں کے لئے اللہ پاک کافی ہو گیا اور اس نے عبرت ناک طریقے سے ان ظالموں کو چن

چن کر ہلاک کیا۔

قرآن مجید کا یہ نسخہ جو ہرن کی باریک جھلی پر خوبصورت خط میں لکھا ہوا ہے تاشقند میں ادارہ دینیہ کے مرکز میں محفوظ ہے ہمیں جب یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اب آپ کو اس مصحف کی زیارت کا شرف حاصل ہونے والا ہے تو دل پر عجیب کیفیت طاری ہوئی ہم عقیدت بھری جھکی جھکی نگاہوں کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اسلام پر احسانات اور آخر میں مظلومانہ شہادت کے واقعات کو سوچتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں یہ مصحف موجود ہے ایک ہوا بند شیشے میں اس مصحف کو محفوظ کر کے رکھا گیا ہے وہ صفحہ جس پر خون کے نشانات ہیں اور اندر ہیں اوپر والا صفحہ صاف ہے البتہ اطراف میں کہیں کہیں شہید مظلوم کے مبارک خون کے اثرات نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی میز پر اس مصحف کا کاغذ پر فوٹو لے کر اس کی نقل کا الاصل بنائی گئی ہے جس میں کھلے ہوئے صفحے پر پہلے پارے کی آیات

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

صاف پڑھی جاتی ہے اگرچہ اس زمانے کے رسم الخط کے مطابق تحریر میں اعراب اور نقطے نہیں ہیں (قرآن مجید پر اعراب اور نقطے حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگائے گئے ہیں) عربوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

مصحف کی نگرانی پر مامور عالم دین جناب برہان الدین سمرقندی نے مصحف کی پوری تاریخ بتائی کہ کس طرح سے مصحف مدینہ منورہ' کوفہ' بغداد' سمرقند' اوفی' لینن گرانٹ سے ہوتا ہوا یہاں تاشقند پہنچا ہے۔ شیشے کے بالکل قریب سے ہو کر مصحف کو دیکھا تو اطراف میں خون کے دھبے صاف نظر آئے اور اس نظریے پر یقین بڑھ گیا کہ پوری دنیا مل کر بھی شہید کے خون کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس خون کو نہیں مٹا سکتی کافروں کے دس لاکھ ایٹم بم ہوں ہائیڈروجن بم ہوں مگر مسلمان کے پاس جب تک شہادت کی قوت اور خون کی طاقت موجود ہے کوئی کفر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی اللہ کے راستہ میں خون دیا ہے انہیں غلبہ ملا ہے' زندگی ملی ہے اور دنیا پر حکمرانی ملی ہے لیکن جب مسلمان اس خون کو اپنے جسموں کی جاگیر سمجھنے لگتے ہیں اور اللہ کے راستے میں اس خون کو نہیں بہاتے تو پھر ہر طرف سے موت' ذلت اور رسوائی ان کا استقبال کرتی ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود شہادت کی بار بار تمنا فرمایا کرتے تھے ہم نے مصحف کو دیکھ کر اس سعادت پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان شہدائے افغانستان کو خراج تحسین پیش کیا جن کی قربانیوں کی بدولت ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی۔

بے شک اگر افغان مجاہدین سولہ لاکھ شہداء کی قربانی بارگاہ ربانی میں پیش نہ کرتے اور ۴۰ لاکھ افراد بے گھر ہو کر لوگوں کی حقارت آمیز نگاہوں کا سامنا نہ کرتے آٹھ لاکھ عورتیں اپنے سہاگ اللہ کے راستے میں لٹا کر بیوہ نہ ہوتیں تو روس کا غلیظ نظام ہم پر بھی مسلط ہو چکا ہوتا اور اس ظالمانہ نظام کے منحوس سائے مشرق وسطیٰ کی طرف خلیج کی طرف بڑھ رہے ہوتے مگر افغان مجاہدین نے روس کی خوف ناک طاقت کا مقابلہ اپنے خون سے کیا اور روس کو شکست ہی نہیں دی بلکہ تباہ و برباد کر کے رکھ دیا جس کی بدولت آج بخارا' سمرقند اور تاشقند آزاد ہو چکے ہیں مگر ابھی ضرورت ہے بے شک ابھی خون شہیداں کی ضرورت ہے؟

کسی محمود غزنوی کی منتظر

ایک اور مسلمانوں کی بے حسی پر نوحہ کناں

بابری مسجد

جسے رام مندر کی گہری کھدائی کے ذریعے مسمار کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔

اب بابری مسجد کا خدا ہی حافظ ہے۔ بی جے پی کی ریاستی حکومت مسجد کے اردگرد جو کھدائی کرا رہی ہے وہ اتنی گہری ہے کہ کسی وقت بھی پانچ سو سال پہلی بنی اس مسجد کی عمارت کسی وقت بھی کھسک کر زمین بوس ہو سکتی ہے۔

۷ اپریل کو جب جنتا دل صدر مسٹر ایس آر بومئی کی قیادت میں قومی یک جہتی کونسل کے ممبران اور ارکان پارلیمنٹ پر مشتمل ایک مشترکہ وفد اجودھیا گیا تھا اگرچہ اس کے بیچ وہاں تحقیقات کے لیے کوئی "گائیڈ لائن" مقرر کی گئی تھی مگر اس نے جو کچھ اپنی رپورٹ میں لکھا وہ بلاشبہ مرکزی حکومت کے لیے ایک انتباہ تھا مگر نامعلوم وہ کیا سیاسی مصلحتیں ہیں کہ مرکزی حکومت نہ تو ریاستی حکومت کو قابو کر پا رہی ہے اور نہ ہی وہ بابری مسجد کے تحفظ کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے اس کے بعد یوپی کونسل کا ایک وفد ڈاکٹر عمار رضوی کی قیادت میں اجودھیا پہنچا اس نے بھی انہیں خیالات کی تصدیق کی جن کی نشاندہی مسٹر بومئی نے اپنی رپورٹ میں کی تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نرسمہا راؤ اور ان کے وزیر داخلہ مسٹر چوہان اپنی قوت گویائی کھو چکے ہیں یہی نہیں وزیر داخلہ نے تو ممبران پارلیمنٹ کا یہ جائز مطالبہ بھی مسترد کر دیا کہ اس رپورٹ کو پارلیمنٹ میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرکزی حکومت بی جے پی سے کس قدر خوفزدہ ہے یہی وجہ ہے کہ بی جے پی میں اندرونی شدید اختلافات اور پارٹی میں وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کی مخالفت کے باوجود کلیان سنگھ کے حوصلے بلند ہیں۔

جس وقت اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ مسٹر ملائم سنگھ تھے اس وقت انہوں نے بابری مسجد کو شرپسندوں سے ممکن حد تک محفوظ رکھنے کے لیے اس کے چاروں طرف تاروں کی گھنی باڑھ لگا دی تھی جس کی وجہ سے یک گونہ اطمینان تھا مگر کلیان سنگھ نے برسر اقتدار آتے ہی سب سے پہلے اس باڑھ کو ہٹوایا اور مرکزی حکومت خاموش کھڑی تماشا دیکھتی رہی اس کے بعد ریاستی حکومت نے بابری مسجد سے ملحقہ زمینوں کو ایک نوٹیفکیشن جاری کر کے سیر و سیاحت اور رام کتھا پارک

محمد سالم جامعی

کے نام پر ایکوائر کر لیا حالانکہ اگر مرکزی حکومت چاہتی اور مداخلت کر کے اس نوٹیفکیشن کو مسترد کر دیتی تو کلیان سنگھ کو اپنی اوقات کا پتا چل جاتا مگر نرسمہا راؤ خاموش تماشائی بنے رہے اور کلیان سنگھ اپنا کام کر گئے۔ اور اب جب کہ رام دیوار کی تعمیر جاری ہے مسجد کے چاروں طرف کھدائی کا کام ہو رہا ہے اب بھی مرکزی حکومت کا وہی مجرمانہ رول ہے اتر پردیش کی بی جے پی حکومت نے بابری مسجد کے پاس سے مکمل طور پر پولیس ہٹالی ہے اور وہاں کوئی ایک بھی ایسا فرد نہیں ہے جو شرپسندوں کی شرارت روک سکے مرکزی حکومت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی جا رہی ہے مگر وہ تو کانوں میں تیل ڈالے اور آنکھوں میں کاجل لگائے بیٹھی ہے اسے خطرہ ہے کہ اگر اس نے ریاستی حکومت کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پارلیمنٹ میں بی جے پی اس کا ساتھ چھوڑ دے گی اور پھر وہ کسی بھی وقت اقتدار سے بے دخل ہو سکتی ہے۔

مسٹر نرسمہا راؤ نے جس وقت اقتدار سنبھالا تھا اقلیتوں اور مسلمانوں نے ان کی دور اندیشی اور خاموش حکمت عملی سے حوصلہ پایا تھا مگر ان کے ایک سالہ دور حکومت کے اقدامات نے بلاشبہ انہیں مایوس ہی کیا ہے انہوں نے اگرچہ کئی اچھے قدم بھی اٹھائے ہیں جن میں عبادت گاہوں کے تحفظ اور اقلیتی کمیشن کو قانونی حیثیت دینے کا بل بھی شامل ہے لیکن اقلیتیں اور مسلمانوں کے لیے یہ مسئلے اتنے حساس نہیں ہیں جتنا حساس مسئلہ بابری مسجد کا بنا ہوا ہے پھر حکومت کی اس سلسلہ میں دوگنی ذمہ داری ہے ایک طرف اقلیتوں کے اعتماد کی بحالی کا مسئلہ ہے تو دوسری طرف عدالت کے وقار کے تحفظ کا۔ اگر مرکزی حکومت کی چشم پوشی کا یہی عالم رہا تو جہاں ایک طرف اقلیتوں اور مسلمانوں کا اعتماد مجروح ہوتا رہے گا وہیں عدالتی احکام کی قدر و قیمت بھی عوام کے ذہنوں سے ختم ہوتی چلی جائے گی۔

جب عوام یہ دیکھتے رہیں گے کہ بابری مسجد کے تحفظ کے عدالتی احکام کا ایک ریاستی حکومت نہ صرف مذاق اڑا رہی ہے بلکہ اپنے عملی اقدامات کے ذریعے ان کی دھجیاں بھی بکھیر رہی ہے اور مرکزی حکومت خاموشی کے ساتھ اسے برداشت کر رہی ہے تو ان کے دلوں میں پھر عدالت کا وقار کیسے باقی رہے گا

باقی صفحہ نمبر ۸ پر

ایک غدار، ایک مرتد، ایک ایجنٹ یہود

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں

ایک مسلمان ملک، ایک اسلامی قلعہ اور ایک نام نہاد اسلامی حکومت کی جانب سے

اعلیٰ سطحی کانفرنس کی تیاریاں

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں اعلیٰ سطح کی ایک کانفرنس پاکستان میں منعقد کرانے کی تیاریاں جاری ہیں اس سلسلہ میں ۱۰ر جون ۱۹۹۲ء کے جنگ لندن میں جو خبر شائع ہوئی ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

نوبل انعام یافتہ ممتاز پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اور برمنگھم یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سعید اختر درانی نے منگل کے روز وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سے ملاقات کی، جس میں سربراہان مملکت کی سطح پر پاکستان میں مجوزہ سائنس کانفرنس کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا۔ ڈاکٹر درانی کے مطابق میاں نواز شریف نے پروفیسر سلام کو یقین دلایا کہ یہ اعلیٰ سطح کی کانفرنس اگلے سال وزیر اعظم پاکستان کی زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوگی۔ جس میں تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز (جس کے پروفیسر سلام ڈائریکٹر ہیں) کے تجویز کردہ گلوبل نیٹ ورک سنٹر آف سائنس اینڈ ہائی ٹیکنالوجی کی بنیاد ڈالنے کا آغاز کیا جائے گا۔ اس نیٹ ورک کا صدر مقام پاکستان میں ہوگا۔

مستشرقین کی عالم اسلام کے بارے میں ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ مسلمان ممالک سے اپنی مرضی کے افراد چن کر پراپیگنڈہ کے زور سے زندگی کے مختلف شعبوں میں انہیں آگے لایا جاتا ہے اور ان کے ذریعہ استعماری قوتیں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اور اس کے مختلف شعبوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرتی ہیں قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی مثال اس وقت سامنے ہے اسے ایک سازش کے تحت نوبل پرائز دیا گیا اور اب عالم اسلام کے سب سے بڑے سائنس دان کے طور پر متعارف کرا کے مغربی طاقتیں اس کے ذریعہ مسلمانوں کی سائنسی سرگرمیوں

جناب ظہیر احمد میر ایڈووکیٹ

پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے تانے بانے بن رہی ہیں ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر فروری ۱۹۹۳ء کے دوران لاہور پاکستان میں بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد کرانے کے لیے ان دنوں اعلیٰ سطح پر کام ہو رہا ہے اور اس کانفرنس میں مسلم سربراہوں کی شرکت کی خبریں بھی اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

مغربی طاقتیں عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو ایٹمی توانائی اور ٹیکنالوجی سے محروم رکھنے میں جس حد تک سرگرم عمل ہیں، اسے سامنے رکھتے ہوئے اسلام آباد کی مجوزہ بین الاقوامی سائنس کانفرنس کے پس منظر اور اس کی تہہ میں کارفرما سازش کو سمجھنا مشکل نہیں ہے ڈاکٹر عبدالسلام جو کہ ایک پکا قادیانی اور یہود کا تنخواہ دار ایجنٹ ہے۔ اس نے نوبل انعام حاصل کرنے سے ایک دن پہلے لندن میں ہیکل کے علماء سے خطاب کرتے ہوئے اپنے جھوٹے نبی کا یہ ارشاد سنایا۔

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

ہمارے ملک کے نامور سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر سے جب ایک انٹرویو میں سوال کیا گیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو جو نوبل انعام ملا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا "وہ جعلی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا" ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ بالآخر آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کو مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال

لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔

(ہفت روزہ چٹان ۶ فروری ۱۹۸۶ء جلد نمبر ۳۷ شمارہ ۱۴) جیسا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب نے اشارہ کیا ہے یہودی قادیانی مفادات متحد ہیں اگر یہ بات کوئی مولوی کہتا تو فوراً جواب ملتا کہ یہ جذباتی پن ہے ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب سے بڑی اتھارٹی اس وقت اور کون ہو سکتا ہے۔ دراصل قادیانیت، یہودیت اور صیہونیت کی سب سے بڑی حلیف ہے اور عالمی سطح پر پراپیگنڈہ کرنے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے میں دونوں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے سودی انعام سے کیا مفادات حاصل کیے ہیں اور کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

اس موقع پر قارئین کو یہ یاد کرانا بھی ضروری ہے کہ نوبل انعام کیا چیز ہے؟ یہ انعام ایک سویڈش سائنس دان مسٹر الفریڈ برنارڈ نوبل کی یاد میں دیا جاتا ہے الفریڈ برنارڈ نوبل ڈائنامیٹ کا موجد اور سائنسٹ تھا جنگی آلات و بارود اور تارپیڈو پر تحقیقات کرتا رہا بالآخر اس نے جنگی آلات تیار کرنے والی دنیا کی سب سے نامور کمپنی "دبوفورز کمپنی" خرید لی ڈائنامیٹ کے تجربات کرتے اس کے بھائی اور تین دوسرے اشخاص کی جانیں ضائع ہو گئیں اس سے اس شخص پر قنوطیت کی کیفیت طاری ہو گئی اور گویا اس کے کفارہ میں اس نے اپنی جائیداد کا بڑا حصہ "نوبل انعام" کے لیے وقف کر دیا۔ وقف کی اصل رقم اس زمانہ کے ایکسچینج کے مطابق تراسی لاکھ گیارہ ہزار ڈالر تھی۔ وصیت یہ کی گئی کہ اصل رقم بینک میں محفوظ رہے اور اس کے سود سے انعامات کی رقم دی جایا کرے۔ اور اب یہ رقم لاکھوں ڈالر تک جا پہنچی ہے اس لیے یہ انعامات جس رقم سے دیئے جاتے ہیں وہ خالص سود کی رقم ہے۔ اور سود لینے اور دینے والے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور قرآن کریم نے ایسا کرنے والے کو خدا اور رسول کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے۔

قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دیئے گئے سودی نظام کا مسلسل پراپیگنڈہ کیا اسے ایک معجزہ اور انسانی تاریخ کے ایک مافوق الفطرت واقعہ کے رنگ میں پیش کیا ۱۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس ہوا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا کہ میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے قادیانیوں نے پہلے مسلمان سائنس دان کا خوب پراپیگنڈا کیا اور اس طرح عرب ممالک اور کئی دوسرے اسلامی ملکوں سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اب تک ایک ارب ڈالر کی خطیر رقم حاصل کر چکا ہے یہ ساری رقم مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو گی کیونکہ قادیانیوں نے ابھی تک ہماری قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اور وہ اس طرح آئین اور قانون کی مسلسل دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ اس صورت میں اگر یہ مجوزہ سائنس کانفرنس کا انعقاد پاکستان میں ہو جاتا ہے تو قادیانیوں کو پوری دنیا میں اپنے حق میں پراپیگنڈا کرنے کا ایک انتہائی اہم موقع ہاتھ آ جائے گا مسلمانان پاکستان قادیانیوں کی اس سازش کو ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے کیونکہ بقول حضرت علامہ اقبال کہ قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے دشمن ہیں" اس لیے ہماری صاحبان اقتدار سے گزارش ہے اور اگر نہ سمجھیں تو تنبیہ ہے کہ یہ کانفرنس کسی صورت میں بھی پاکستان میں منعقد نہ ہونے دی جائے اور اگر اس آواز کو نقار خانے میں طوطی کی آواز سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تو اس کے جو اثرات نکلیں گے۔ اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہوں گے ایک بات تو بالکل حتمی اور آخری ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں مجوزہ سائنس

جبار کارپیٹ
قائد آباد کارپٹ • مون لائٹ • بلال کارپٹ •
یونائیٹڈ کارپٹ • ڈیکورا کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
مساجد کیلئے خاص رعائت
۴۔ این آر ایونیو نزد جہدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6647655 - 6646888

کانفرنس مسلمانانِ پاکستان اپنے وطن میں ہرگز منعقد نہیں ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حوصلوں میں ہمت اور استقامت نصیب فرمائیں تاکہ ہم استعماری قوتوں کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

بشکریہ خدام الدین لاہور

بقیہ = مسیح موعود بننے کا طریقہ

جب یہ چکنی چپڑی باتیں مرزا صاحب اپنے مریدوں میں ظاہر کر چکے جن سے کم از کم اپنے حلقہ مراق میں تو کچھ مانوسیت ہو گئی ہوگی۔ تو آخر مرزا صاحب ہمت کر کے گلاب شاہ کی پیشگوئی کے مطابق پھر لدھیانہ تشریف لے آئے اور وہاں مسیح ناصری کی وفات اور اپنی مسیحیت کا برملا اعلان کر دیا۔ اور فرمایا کہ جس مسیح کے آنے کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے اس سے مراد یعنی ابن مریم نہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں آنے والے سے مراد ان کی خو بو پر کسی امتی کا آنا مراد ہے۔

چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی اپنی کتاب سیرت مسیح موعود ص ۳۱ پہ لکھتے ہیں لیکن ۱۸۹۱ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعے بتلایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہو گئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آ سکیں گے اور یہ کہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو ان کی خو بو پر آوے اور وہ آپ ہی ہیں اور جب اس بات پہ آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار آپ کو الہام سے مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لیے اٹھنا پڑا قادیان ہی میں آپ کو یہ الہام ہوا تھا آپ نے گھر میں فرمایا اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اب اس سے سخت مخالفت ہوگی اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود و مثیل مسیح ہونے کا اعلان ۱۸۹۱ء میں بذریعہ اشتہار کر دیا۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمایئے دجال ابن دجال کا دجل و مکر، کہ یہ تغیر بذریعہ الہام ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ حالانکہ آپ بصراحت ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ یہ سب کچھ شروع ہی سے نیت اور ارادہ میں تھا۔ صرف اظہار و اعلان کے لیے مناسب ذہن سازی اور ماحول کی تلاش تھی اور وہ دس سال تک مہیا کر لیا گیا۔ یہ ہے جناب مرزائے قادیانی کا مسیح موعود بننے کا ٹیکنیکل طریقہ

بقیہ = علامہ بنوری

آپ نے پرویزی لٹریچر جمع کرایا اور پرویز کے نظریات کو ایک استفتاء کی شکل میں مرتب کر کے جناب مفتی ولی حسن ٹونکی مفتی اعظم پاکستان سے اس کا جواب لکھوایا اور پھر اس فتویٰ کو علمائے پاک و ہند کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ مشرقی و مغربی پاکستان کے تمام دیوبندی بریلوی اہل حدیث اور شیعہ علماء نے متفقہ طور پر تصدیق کی کہ جو شخص ان نظریات کا پرچار کر رہا ہو جو پرویز صاحب کی کتابوں سے مرتب کئے گئے ہیں اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس طرح چوہدری غلام احمد پرویز کو اس کے ہم نام ہم وطن اور ہم مسلک مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ دفن کر دیا گیا

اس فتویٰ کو قریباً ایک ہزار علماء کی تصدیقات کے ساتھ ایک رسالہ کی شکل میں شائع فرمایا، اس کے بعد ایک سوال نامہ عربی میں خود مرتب فرمایا اور عرب ممالک کے اہل علم سے اس کی تصدیق چاہی۔ حرمین شریفین شام اور مصر کے علماء نے بھی پرویز کے ملحد ہونے کا فتویٰ دیا تو اسے "پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ" کے نام سے دوبارہ شائع فرمایا

یہ تھا حضرت بنوری کا پرویزی فتنہ کے خلاف اہم ترین کارنامہ جس سے اس فتنہ کی کمر ٹوٹ گئی اور پرویز صاحب کے "خدا اور رسول" اور "مرکز ملت" کو بھی پرویز صاحب کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی

(جنگ کراچی ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

بقیہ = فضائل جمعۃ المبارک

میں ایک وادی بنائی جو سفید مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جب جمعۃ المبارک کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ علیین سے کرسی پر نزول فرمائے گا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) پھر ان کے لئے تجلی فرمائے گا۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ انور کی زیارت کریں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی میں زمین پر اتارا گیا۔ اسی دن میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت نازل ہوگی۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک یہ یوم المزید ہے۔ آسمان میں فرشتے اس کا یہی نام لیتے ہیں اور جنت میں یہی دن اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنے کا دن ہے۔ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب جمعہ سلامت رہا تو باقی دن بھی سلامت رہیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زوال سے پہلے آسمان کی وسط میں سورج کے سر پر ہونے کے وقت روزانہ دوزخ کو دہکایا جاتا ہے۔ اس لئے اس وقت میں نماز نہ پڑھو سوائے جمعہ کے۔ اس لئے کہ یہ سارا (دن) نماز کا ہے اور اس دن دوزخ دہکایا نہیں جاتا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام شہروں میں مکہ کو افضل بنایا۔ تمام مہینوں میں رمضان کو افضل بنایا اور تمام دنوں میں جمعہ کو افضل بنایا۔ تمام راتوں میں لیلۃ القدر کی رات کو افضل بنایا۔

کہتے ہیں کہ پرندے اور کیڑے مکوڑے بھی جمعہ کے دن ایک دوسرے کو ملتے ہیں اور کہتے ہیں سلامتی ہو، سلامتی ہو، اچھا دن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مر گیا۔ اللہ جل شانہ اس کے لئے شہید کے برابر اجر لکھ دیتا ہے اور اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

نزلہ زکام اور کھانسی کا ایک سبب
دھواں اور دھول !
سُعالین
ان بیماریوں سے صحت یابی
کا اُصول
A HERBAL CURE FOR COUGH COLD AND BRONCHITIS
Sualin
سڑکوں پر دھواں، گلی کوچوں میں دھول اور
ماحول میں آلودگی سے نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی
کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔ سُعالین کا استعمال ان شکایات سے محفوظ رہنے کی
اچھی تدبیر بھی ہے اور مفید علاج بھی۔
سُعالین ہمارے ماحول، مزاج اور آب و ہوا سے مطابقت رکھنے والی مُفید و مؤثر
جڑی بوٹیوں سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ نزلہ، زکام، کھانسی
اور گلے کی خراش سے آپ کو عارضی افاقہ کے بجائے مکمل آرام پہنچاتی ہے۔
SUALIN
50 TABLETS
A HERBAL CURE FOR COUGH COLDS AND BRONCHITIS
گھر ہو یا دفتر، قیام ہو یا سفر، سُعالین ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیے۔
جڑی بوٹیوں کا مرکب
سُعالین
نزلہ، زکام اور کھانسی کا مفید علاج
اصولِ اخلاق
دیانت داری خود اعتمادی پیدا کرتی ہے

خوف ایک ہیجان جسم و ذہن

از: ڈاکٹر خالد محمود

خوف ایک خاص ہیجانی حالت کا نام ہے اس حالت کا حقیقی ہونا یا غیر حقیقی ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ بچے میں چھ ماہ کی عمر سے پہلے خوف کا ہیجان پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد جوں جوں زندگی کے دن گزرتے ہیں علم اور تجربہ بڑھتا ہے تو انسان نہ صرف شعوری خوف محسوس کرتا ہے بلکہ کئی لاشعوری خوف بھی اسے گھیر لیتے ہیں۔

اس ہیجانی کیفیت سے بدنی اعضاء بھی متاثر ہوتے ہیں چنانچہ خوف کی حالت میں چہرہ زرد پڑ جاتا ہے آنکھ کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں اور بسا اوقات آواز نکالنے کے لیے بہت زور لگانا پڑتا ہے اس کے باوجود صحیح آواز نہیں نکلتی صرف یہی نہیں بلکہ زیادہ خوف کی صورت میں نبض کی رفتار سست پڑ جاتی ہے دل ڈوبنے لگتا ہے، قوت باضمہ متاثر

> **خوف محض تشویش سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تشویش اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی مسئلہ کے نتائج کو ذہن میں جگہ دے دی جائے**

ہو جاتی ہے بعض لوگوں کو پسینہ آتا ہے اور کئی بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں۔

خوف کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً وہ خوف جو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسے ایک طالب علم امتحان سے محض اس لیے گھبراتا ہے کہ اسے اس کی تیاری پر اعتماد نہیں ہوتا مقرر اس لیے مجمع کے سامنے جانے سے گھبراتا (خوف کھاتا) ہے کیونکہ اسے اپنی قابلیت پر اعتماد نہیں ہوتا۔

گویا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خوف محض تشویش سے پیدا ہوتے ہیں یہ تشویش اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی مسئلہ کے نتائج یا کسی شے کے اثرات کو پہلے سے ذہن میں جگہ دے دی جائے جیسے کوئی گھر سے سفر کرتے وقت یہ خیال کرے کہ میری گھر سے غیر موجودگی میں سامان اشیاء خانہ چور ڈاکو نہ لے جائیں یا میں کسی حادثے سے دوچار نہ ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ یا پہاڑوں پر چڑھتے وقت یہ خیال رکھے کہ میں نیچے گر جاؤں گا یا بحری پانی پر سفر کرتے ہوئے ذہن میں خیال لائے کہ پانی میں ڈوب مرنا میرا مقدر ہو گیا ہے یا اسی طرح ایسی اشیاء کا خوف جو واقعی خطرناک ہوتی ہیں اور انسانوں کو زبردست نقصان پہنچاتی ہیں جیسے سانپ درندے یا زلزلے وغیرہ۔

> **خوف کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً وہ خوف جو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہونے کی بناء پر پیدا ہوتا ہے جیسے ایک طالب علم امتحان سے محض اس لئے گھبراتا ہے کہ اسے اس کی تیاری پر اعتماد نہیں ہوتا**

علاج: ایک طالب علم کو چاہیے کہ اپنے امتحان کی مکمل تیاری کرے اور نماز فجر کے بعد رب اشرح لی صدری ○ ویسرلی امری ○ واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی پڑھا کرے۔

مقرر کو چاہیے کہ جس موضوع پر اس نے تقریر کرنی ہے اچھی طرح اس کے متعلق تمام معلومات حاصل کرے اور سٹیج کی طرف قدم بڑھاتے وقت پڑھے یا غالباً غیر مغلوب یا ناصراً غیر منصور گھر سے باہر آنے پر یہ دعا پڑھے بسم اللہ توکلت علی اللہ اللھم انا نعوذ بک من ان نزل او نضل او نظلم او نظلم او نجھل او یجھل علینا ترجمہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اللہ پر بھروسہ کرکے نکلتا ہوں یا اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں یا گمراہ ہو جائیں یا ہم کسی پر ظلم کریں یا ہم پر کوئی ظلم کرے یا ہم جہالت کی بات کریں یا کوئی ہم سے جاہلانہ پیش آئے۔ (احمد۔ نسائی۔ ترمذی)

خوفناک مقامات پر سے گزرتے وقت پڑھیں افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعاً وکرھاً والیہ ترجعون ترجمہ کیا تم دین خدا کے سوا کسی اور دین کے خواہاں ہو حالانکہ زمین اور آسمان کی کل چیزیں بخوشی یا بجبر اس کی خدائی کو تسلیم کر چکی ہیں اور تم سب کی بازگشت بھی خدا ہی کی طرف ہے۔

اللھم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء ترجمہ: الٰہی میں تیری پناہ میں ہوں بری عادتوں اور برے کاموں اور بری خواہشوں سے۔ (ترمذی)

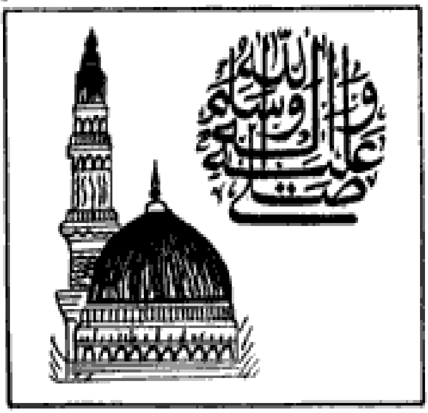

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں
استعمال ہو

؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال ؟

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھئے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے: قادیانی فی الحال مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۴۰۹۷۸